ناشر: مرکز اہل السنۃ والجماعۃ 87 جنوبی لاہور روڈ سرگودھا

مسلک اہل السنّت والجماعۃ کی خدمت کی غرض سے **2003**ء میں قافلہ کے نام سے ہفت روزہ شائع کرنے کا ارادہ کیا تو امام اہل السنّت والجماعۃ حضرت مولانا سرفراز خان صفدر صاحب کی خدمت میں حاضری دی حضرت دامت برکاتہم نے فرمایا کہ قافلہ کی بجائے ''قافلہ حق'' نام رکھو اور بندہ کی گزارش پر حضرت دامت برکاتہم نے ''قافلہ حق'' کیلئے کچھ تحریر فرمایا جس کا عکس شائع کیا جا رہا ہے۔

یا ایھا الذین امنوا اتقوا اللہ وکونوا مع الصادقین (قرآن کریم)

ید اللہ علی الجماعۃ (حدیث شریف)

[illegible] ہے جو جدا اپنے قافلے سے ہو [illegible]

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم ۔ نحمدہ ونصلی ونسلم علی رسولہ الکریم۔ امابعد
اللہ تعالیٰ کی نعمتیں تو بے شمار ہیں جن کا شمار کرنا بھی ناممکن ہے
ان میں سے ایک اہم اور بڑی نعمت دین حق کی شناخت اور اسکی
پیروی ہے افراط و تفریط سے بچ کر دین پر چلنا اور اسکی خدمت
بہت بڑی دولت ہے آج کا دور فتنوں کا اور مادر پدر آزادی کا
دور ہے اور [illegible] راستہ
اختیار کرنا یقیناً گمراہی کا سبب ہے [illegible] فتن کے دور میں
[illegible] کیونکہ جو علم حدیث اور
[illegible] قرآن کریم
اور حدیث شریف کو جو دین حق کی بنیاد ہے سمجھا انہی حضرات
کے نقش قدم پر چل کر ہی حاصل ہو سکتا ہے اصول دین اور فروع دین
کی تشریح اور تفسیر میں انہی کے اقوال قابل حجت ہیں اور بس
عزیزم مولانا حافظ محمد الیاس گھمن زید مجدہ سے یہ معلوم کر کے
بڑی خوشی ہوئی کہ انہوں نے مسلک اہل حق کی حفاظت کرنے اور
[illegible] ایک ہفت روزہ رسالہ
قافلہ حق نکالا ہے دعا ہے کہ اللہ تعالیٰ موصوف کو اخلاص
و ہمت سے اسکو چلانے کی توفیق دے اور اسے قبول و مقبول بنائے
[illegible] وصلی اللہ تعالیٰ وسلم علی
خاتم الانبیاء [illegible] وعلی آلہ واصحابہ وازواجہ واتباعہ الی
یوم الدین [illegible]

[illegible] ابو الزاہد محمد سرفراز خان عفی عنہ
[illegible]

ترجمان فکر امین ملت مولانا محمد امین صفدر اوکاڑوی

جلد نمبر 1 رجب، شعبان، رمضان المبارک ۱۴۲۸ھ شمارہ نمبر 3

زیر سرپرستی

امام اہل السنۃ شیخ الحدیث والتفسیر حضرۃ مولانا محمد سرفراز خان صفدر دامت برکاتہم العالیہ

عارف باللہ حضرۃ اقدس مولانا شاہ حکیم محمد اختر دامت برکاتہم العالیہ

قطب العصر مرشد العلماء حضرۃ اقدس مولانا سید محمد امین شاہ دامت برکاتہم العالیہ

مدیر

حضرت مولانا محمد الیاس گھمن صاحب مدظلہ

نائب مدیر

مولانا ابوالحسن صاحب مدظلہ

معاون مدیر

مولانا ابن خان محمد صاحب مدظلہ

قیمت ۱۵ روپے

مجلسِ مُشاوَرت

- مولانا عبداللہ عابد وڑائچ صاحب مدظلہ
- مولانا محمد محمود عالم صفدر صاحب مدظلہ
- مولانا امجد سعید صاحب مدظلہ
- مولانا عابد جمشید رانا صاحب مدظلہ
- محمد عمران صفدر صاحب مدظلہ

برائے رابطہ مولانا محمد اللہ دتہ بہاولپوری مرکز اہل السنۃ والجماعۃ 87 جنوبی لاہور روڈ سرگودھا
Tel: 048-3881487 / Mob: 0307-8156847

فہرست

ملنے کا پتہ: مرکز اہل السنۃ والجماعۃ 87 جنوبی لاہور روڈ سرگودھا

Mob: 0307-8156847 Tel: 048-3881487

ندائے قافلہ حق

از قلم مدیر

ائمہ اربعہ امام کعبہ کی نظر میں

بسم اللہ الرحمن الرحیم

مئی 2007 کے آخری ایام میں حرم مکی کے خطیب و امام حضرت الشیخ عبد الرحمٰن السدیس حفظہ اللہ تعالیٰ جامعہ اشرفیہ کی دعوت پر پاکستان تشریف لائے۔ حضرت شیخ موصوف کو اللہ رب العزت نے جو سوز آواز، درد دل، دعاؤں میں آہ و فغاں، حسن تلاوت، علم و عمل اور حرم پاک کی نسبت عظیم سے نوازا ہے وہ بہت ہی کم بندگان خدا کو نصیب ہوتی ہے۔

باسیانِ وطن عزیز کے لئے یہ نسبت ہی کیا کم تھی کہ الشیخ موصوف مرکز تجلیات ربانی مولد محبوب کبریا، اور حضرت ابراہیم علیہ السلام کے بنائے ہوئے کعبۃ اللہ مسجد حرام کے امام ہیں۔

چنانچہ وطن عزیز کے مسلمانوں نے جب سنا کہ حضرت الشیخ وطن عزیز میں تشریف لا رہے ہیں تو گویا خوشی سے جھوم اٹھے۔ اپنے محبوب امام کی اقتدا میں ایک نماز ادا کرنے کی غرض سے راتوں کی نیند قربان کی اور نماز فجر میں بعد از عشاء ہی جائے نماز پر جوق در جوق جمع ہونا شروع ہو گئے حتیٰ کی مقام نماز پر تل رکھنے کی جگہ بھی نہ رہی اور میلوں تک فرزندان توحید کی صفیں لگ گئیں۔ شیخ موصوف کی آمد پر ہر طبقہ نے اپنے مزاج کے مطابق محبت و چاہت کا اظہار کیا، گلی کوچوں کو بینرز وغیرہ سے سجایا گیا کوئی تو فرط محبت و جذبہ ایمان سے سرشار تھا اور کچھ وہ بھی قابل رحم لوگ تھے جو فریضہ نمک حلالی کی ادائیگی میں کوشاں تھے، امام کعبہ کی پاکستان تشریف آوری سے جہاں بے شمار اہل ایمان کو راحت قلبی اور انتہائی محبت حاصل ہوئی وہاں کئی راز سربستہ بھی

آشکارا ہوئے کھلی آنکھوں سے دیکھنے والوں نے دیکھ کر اور کانوں سے روئی نکال کر سننے والوں نے امام حرم کی زبانی سن کر جان لیا کہ دور حاضر کے فتنہ پرور غیرمقلدین کے ائمہ حرمین پر جو جو تہمتیں تھونپیں ہوئی تھیں وہ رافضی عقیدہ تقیہ کی کرشمہ سازیاں ہیں۔امام حرم نے نمازِ فرض ادا کرتے ہوئے ہاتھ سینہ پر رکھنے کی بجائے ناف پر رکھ کر اپنے حنبلی مذہب کی ترجمانی کی۔

اور 3 جون 2007 پنجاب ہاؤس اسلام آباد خطبہ میں ائمہ کرام کی تقلید پر جو کچھ فرمایا وہ ہر صاحب فراست کے لئے درس عبرت ہے،مگر افسوس کہ ضدی اور ہٹ دھرم غیر مقلدین نے امام کعبہ کی نصیحت کو تو کیا قبول کرنا تھا الٹا دھوکے بازی اور دین کے نام پر دجل بازاری کو گرم کرتے ہوئے امام حرم پر ایسا بدترین الزام عائد کیا جس کا شیخ سدیس کے فرشتوں کو بھی علم نہ ہوگا، چنانچہ تقیہ بازی کے سابقہ ریکارڈ توڑتے ہوے امام حرم پر بلکہ تمام ائمہ حرمین پر یہ الزام عائد کیا کہ وہ کسی خاص مسلک یا فقہی مذہب سے تعلق نہیں رکھتے، گویا وہ پاکستان کے غیر مقلدین کی طرح لامذہب ہیں چنانچہ جماعۃ الدعوۃ کے ترجمان ہفت روزہ اخبار غزوہ جلد نمبر 6 ۔ 16 تا 20 جمادی الاولی 1428ھ آخری رنگین صفحہ پر محمد بن صالح مغل کا مضمون ''امام کعبہ الشیخ عبدالرحمٰن السدیس'' حالات زندگی پر ایک نظر کے تحت لکھا ہے ''دیگر ائمہ حرم کی طرح امام الشیخ عبدالرحمٰن السدیس کا تعلق بھی کسی خاص فرقے یا فقہی مذہب سے نہیں، نہ وہ کسی خاص امام کے مقلد ہیں، فرقوں اور فقہی مذاہب سے بالاتر ہونے کے باعث ان کو پوری دنیا میں غیر متنازع حیثیت حاصل ہے''۔

قارئین کرام یقین جانیے دنیا میں جھوٹ بولنے والوں کی کمی نہیں مگر ایسے جھوٹ بولنے والے کمیاب لوگ ہی ہوں گے جن کے جھوٹ کو ریت کی دیوار

بھی نصیب نہ ہو سکے''۔غزوہ کی یہ عبارت سامنے رکھ کر ذرا آپ امام حرم شیخ سدیس ہی کا بیان جو انہوں نے 3 جون پنجاب ہاؤس اسلام آباد میں کیا وہ ملاحظہ فرمائیں ،ائمہ مجتہدین کا تذکرہ فرماتے ہوئے انہوں نے فرمایا امام اعظم ابوحنیفہ رحمۃ اللہ علیہ ،امام مالکؒ ،امام شافعیؒ ،امام احمد بن حنبلؒ یہ تمام حضرات کتاب وسنت کے اتباع کرنے والے تھے اور تمام مسلمانوں پر ان کا ادب واحترام لازم ہے اور ان کی رہنمائی میں قرآن وسنت پر عمل کرنے کی ضرورت ہے۔امام کعبہ نے اپنے خطبہ میں ائمہ کرام کی توہین وتحقیر کرنے والے اوران کا تذکرہ بے ادبی سے کرنے والوں کو جاھل، بے وقوف اور کم عقل قرار دیتے ہوئے اپنی روش سے باز رہنے کی تلقین کی۔

امام کعبہ نے اجتہادی اختلافات کو برحق قرار دیتے ہوئے فرمایا کہ اس طرح کے اجتہادی اختلافات پر نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے دور سے چلتے آرہے ہیں مگر ایسے اجتہادی اختلافات پر نبی ﷺ نے کبھی ناراضگی کا اظہار نہیں فرمایا چنانچہ انہوں نے اس سلسلے میں حوالہ دیا کہ نبی اکرم ﷺ کے دور میں صحابہ کرامؓ ایک ہی مسئلہ کے مختلف فقہی پہلوؤں پر بیک وقت عمل کرتے تھے۔بنوقریظہ کے ساتھ جنگ کے لئے جاتے ہوئے نبی اکرم ﷺ نے صحابہ کرام کو حکم دیا کہ جلدی وہاں پہنچو اور عصر کی نماز وہیں ادا کرو۔

اس بعض صحابہ کرام نے حکم کی تعمیل کرتے ہوئے تاخیر ہونے کے باوجو بنو قریظہ میں پہنچ کر نماز ادا کی جبکہ بعض نے راستہ میں قضاء ہوجانے کے خوف سے وہاں پہنچنے سے پہلے ادا کرلی'' یہ مسئلہ بارگاہ نبوت میں پیش ہوا تو آپ ﷺ نے کسی کو بھی کچھ نہ فرمایا بلکہ دونوں کی تصویب فرمائی اور فرمایا کہ مجتہد بھی جب اجتہاد کرتا ہے اگر اس کا اجتہاد درست ہو تو اللہ تعالیٰ اسے دو اجر اور اگر خدانخواستہ درست نہ ہو تو ایک

اجر ضرور عطا فرماتے ہیں۔

وہ ہر حال میں ماجور ہے کسی طور پر بھی مطعون نہیں ۔ائمہ مجتہدین نے مسائل میں قرآن وسنت کی روشنی میں اجتہاد کیا اور پوری امت مسلمہ ہر دور میں ائمہ اربعہ کی تقلید میں قرآن وسنت پر عمل پیرا رہی ہے اور آج بھی عمل کر رہی ہے لہذا آئمہ کرام کی گستاخی اور بے ادبی سے اجتناب ضروری ہے اور انکی بے ادبی ہلاکت، تباہی اور بربادی دنیوی واخروی خسران کا موجب ہے ۔امام کعبہ نے مشہور مورخ ابن عساکر کا قول پیش کر کے اشارہ کیا کہ ائمہ مجتہدین کی گستاخی کرنے والا سوء خاتمہ کا شکار ہو جاتا ہے۔

قارئین کرام اب ذرا غیر مقلد محسنوں کے اور امام حرم کے خطبہ کو سامنے رکھ کر غور فرماؤ کہ جو اس قدر دیدہ دلیری سے دھوکہ وفریب میں عوام الناس کو مبتلا کرتا ہے ۔ان پر کہاں تک اعتماد کیا جا سکتا ہے ۔غیر مقلدین کا ائمہ حرمین کو لامذہب قرار دینا بدترین جھوٹ ہے ۔سچ یہ ہے کہ سعودی عرب کا سرکاری مذہب حنبلی ہے ۔اور ائمہ حرمین فروعات میں امام احمد بن حنبل کی تقلید کرتے ہیں ۔آج تک کسی امام حرم نے ائمہ اربعہ کی تقلید کرنے کو نہ حرام قرار دیا اور نہ ان ہی سے کسی کی تقلید کو ترک کیا ۔جبکہ غیر مقلدین ائمہ اربعہ میں سے کسی کی تقلید کرنے کو شرک قرار دیتے ہیں جس کا صاف مطلب یہ ہے کہ ائمہ حرمین چونکہ امام احمد بن حنبلؒ کے مقلد ہیں لہذا وہ مشرک ہیں ۔غیر مقلدین عارضی منافع کے لئے اپنے آپ کو سعودیہ میں حنبلی اور سلفی کہتے ہیں اور وطن عزیز میں سلف کو برا بھلا اور انکے مقلدین کو مشرک کہتے ہیں ۔جس کی وجہ سے عوام کا بہت بڑا طبقہ گمراہی کی دلدل میں پھنس چکا ہے۔

اصول حدیث

(مولانا محمد محمود عالم صفدر اوکاڑوی مدظلہ)

والمحدثون یسمون المرفوع والموقوف بالاثر و فقهاء خراسان یسمون الموقوف بالاثر و المرفوع بالخبر و الحدیث [قواعد فی علوم الحدیث ص25)

ترجمہ:۔محدثین مرفوع اور موقوف کو اثر کہتے ہیں اور فقہاء خراسان موقوف روایت کو اثر اور مرفوع روایت کو حدیث اور خبر کہتے ہیں۔''اسی وجہ سے محدث کو اثری بھی کہا جاتا ہے۔

متن:۔المتن هو الفاظ الحدیث التی تتقوم بها المعانی

ترجمہ:۔وہ الفاظ حدیث جن کے ساتھ معانی قائم ہوتے ہیں۔

سند:السند الطریق الموصلة الی المتن و بهذا ظهر ان المتن هو غایة ما ینتهی الیه الاسناد من الکلام و قال ابن جماعة المحدثون یستعملون السند و الاسنا د لشیئی واحد (تدریب الراوی ص10)

ترجمہ:۔سند وہ راستہ جو متن تک پہنچاتا ہے۔اور اس سے یہ بات واضح ہوگئی کہ متن اس کلام کو کہتے ہیں جس پر سند کی انتہا ہو۔ابن جماعہؒ نے فرمایا محدثین سند اور اسناد کا لفظ ایک ہی شئے کیلئے استعمال کرتے ہیں۔

مسند:۔اس کے کئی معنی ہیں۔

[1]الحدیث الذی اتصل سنده من راویه الی منتهاه فشمل المرفوع و الموقوف و المقطوع۔

ترجمہ:۔جس حدیث کی سند راوی سے لیکر آخر تک متصل ہو اس کو مسند کہتے ہیں ۔اس تعریف کے اعتبار سے یہ مرفوع،موقوف،اور مقطوع کو شامل ہوگئی''۔

یعنی اگر حدیث مرفوع ہے اور اسکی سند متصل ہے تو اس کو مسند کہیں گے اسی طرح اگر حدیث موقوف ہے یا مقطوع ہے اور سند متصل ہے تو اسکو بھی مسند کہیں گے۔

لکن اکثر ما یستعمل فیما جاء عن النبی ﷺ دون غیرہ و قال الحاکم وغیر ہ لا یستعمل الا فی المرفوع المتصل وھو الا صح۔

ترجمہ:۔لیکن اکثر اسکا استعمال مرفوع روایت پر ہوتا ہے۔اس کے غیر پر نہیں ہوتا حاکم وغیرہ نے کہا ہے کہ مرفوع کے علاوہ اس لفظ کو استعمال نہ کیا جائے اور یہی اصح ہے۔

[2]الکتاب الذی جمع فیہ ما اسندہ الصحابة ای رووہ فھوا اسم مفعول۔

ترجمہ:۔وہ کتاب جس میں ان روایات کو ذکر کیا ہو جن کو صحابہ نے روایت کیا ہو۔اس صورت میں مسند کا لفظ اسم مفعول ہوگا۔

[3]ان یطلق و یراد بہ الا سناد فیکون مصدرا۔

ترجمہ:۔اس کو مطلق رکھا جائے اور اس سے مراد اسناد ہو یہ مصدر ہوگا۔

مسنِد:۔ھو من یروی الحدیث باسناد ہ سواء کان عندہ علم بہ اولیس لہ الا مجرد روایة۔

ترجمہ:۔مسنِد اس کو کہتے ہیں جو اپنی سند سے حدیث کو روایت کرے عام ہے کہ اس کے پاس اس حدیث کا علم بھی ہو یا محض روایت یاد ہو۔

محدث:۔هو ارفع منه وهو من علم طرق اثبات الحديث وعلم عدالة رجاله وجرحهم دون المقتصر على السماع۔

ترجمہ:۔محدث مسند سے شان میں بلند ہےاور محدث وہ ہے جو حدیث کو ثابت کرنے کے طرق سے واقف ہو حدیث کے راویوں کی عدالت اور جرح کا علم رکھتا ہو۔صرف سماع پر اکتفانہ کرے۔

قال ابن سيد الناس و المحدث فى عصرنا من اشتغل بالحديث رواية و دراية و جمع رواة واطلع على كثير من الرواة و الروايات فى عصره و تميز فى ذلك حتى عرف فيه خطه و اشتهر فيه ضبطه۔

ترجمہ:۔ابن سید الناسؒ فرماتے ہیں اور محدث ہمارے زمانے میں وہ ہے جو روایہ اور درایۃ علمِ حدیث کے ساتھ مشغول ہو اور اس نے راویوں کو جمع کیا ہوا ہو۔اور اکثر اپنے زمانے کے روات اور راویوں کے حالات سے واقف ہو۔اور اس میں ممتاز ہوجائے حتی کہ اس کا خط معروف ہوجائے اور اسکا ضبط مشہور ہوجائے۔

فان توسع فى ذلك حتى عرف شيوخه و شيوخ شيوخه طبقة بعد طبقة بحيث يكون ما يعرفه فى كل طبقة اكثر مما يجهله منها فهذا هو الحافظ (تدريب الراوى ص7)

ترجمہ:۔اگر اس میں مزید وسعت پیدا ہوجائے یہاں تک کہ اپنے اساتذہ اور اساتذہ کے اساتذہ کو بھی پہچانتا ہو۔اس طرح ہر طبقہ کے مشائخ کا علم ہو اور ہر طبقہ کے اکثر

راویوں کی تعداد کی معرفت حاصل ہو جائے تو اس کو حافظ کہتے ہیں۔قال الشیخ تقی الدین السبکی :۔انه سئل الحافظ جمال الدین المزی عن حد الحفظ الذی اذا انتهی الیه الرجل جاز ان یطلق علیه الحافظ قال یرجع الی اهل العرف۔

ترجمہ:۔شیخ تقی الدین سبکیؒ فرماتے ہیں کہ انہوں نے حافظ جمال الدین المزیؒ سے حفظ کی حد پوچھی کہ جس تک آدمی کے پہنچے پر اسے حافظ کہا جا سکے تو فرمایا اہل عرف کی طرف رجوع کیا جائے گا"۔

محدث ظفر احمد تھانویؒ فرماتے ہیں۔"وهذا هو الصواب ان مدار ذلك فی كل زمان علی عرف اهله فالمحدث فی زماننا من كان كثیر الاشتغال بمطالعة كتب الحدیث و درسه و تدریسه باجازة الشیوخ له مع معرفة معانی الحدیث روایة و درایة و الحافظ من اذا سمع الحدیث عرف انه فی الصحاح ام فی غیرها وكان یحفظ الف حدیث فصاعدا بالمعنی و الحجة من كان قوله ان فی الحدیث كذاحجة بین اقرانه لاینكرونه علیه"(حاشیه قواعد فی علوم الحدیث ص28)

ترجمہ:۔اور یہی درست ہے کہ اس کا مدار اہل زمانہ کے عرف پر ہوگا۔پس ہمارے زمانے میں محدث وہ ہوگا جو کتب حدیث کے مطالعہ میں اور ان کی درس وتدریس میں کثرت سے مشغول ہو اور حافظ وہ ہوگا جو جب حدیث کو سنے تو اسے معلوم ہو جائے کہ صحاح میں ہے یا غیر میں اور ایک ہزار احادیث اسے بالمعنی یاد ہوں اور حجت وہ ہے جس کی بات اس کے ہم

زمانہ علماء حدیث کی صحت وضعف کے بارے میں تسلیم کرتے ہوں۔

قاضی محمد اعلی تھانویؒ کشاف اصطلاحات الفنون میں لکھتے ہیں

فائدہ:۔محدثین کے کئی مراتب ہیں۔ پہلا مرتبہ طالب کا ہے طالب اسے کہتے ہیں جو اس علم میں ابتدائی طور پر داخل ہوا ہو اور اس میں رغبت رکھتا ہو۔ پھر محدث کا مرتبہ ہے محدث اس کو کہتے ہیں جو استاذِ کامل ہو۔ اسی طرح شیخ اور امام بھی اسی کے ہم معنی ہیں پھر حافظ کا مرتبہ ہے۔ حافظ وہ ہے جس کا علم ایک لاکھ احادیث کو متن اور سند کے اعتبار سے محیط ہو یعنی اسناد کے ساتھ ایک لاکھ احادیث یاد ہوں اور ان احادیث کے راویوں کے حالات کو بھی جرح و تعدیل اور تاریخی اعتبار سے جانتا ہو۔ پھر حجت ہے حجت وہ ہے جس کا علم تین لاکھ احادیث کو محیط ہو۔ ابن المطر ی نے اسی طرح کہا ہے۔

2- علامہ جزریؒ فرماتے ہیں ''راوی اس کو کہتے ہیں جو حدیث کو سند سے نقل کرے اور محدث وہ ہے جو اس کی روایت کو اٹھائے اور اس روایت کا فہم حاصل کرے اور حافظ وہ ہے جو اس تک پہنچنے والی حدیث کی روایت کرے اور جن چیزوں کی طرف احتیاج ہوتی ہے ان کو محفوظ رکھنے والا ہو۔

3- میں (ظفر احمد عثمانیؒ) کہتا ہوں اس میں اصطلاحات کا اختلاف ہر زمانے کے عرف کے مختلف ہونے کی وجہ سے ہے۔ اور حاکم حجت سے اوپر کا مرتبہ ہے۔ حاکم وہ ہے جو تمام احادیث کا سند اور متن اور راویوں کے حالات کا جرح و تعدیل اور تاریخ کے اعتبار سے علم رکھتا ہو۔ مجھے اسی طرح یاد ہے اگر چہ اس کی تصریح اس وقت میں کہیں نہیں پا رہا تھا۔ پھر اسی طرح میں نے شرح نخبۃ الفکر کے حاشیہ میں پالیا۔ اس میں ملا علی قاریؒ کی شرح الشرح کے حوالے سے یہ بات لکھی ہوئی تھی۔

4- جان لیجیے کہ محدثین کے ہاں متن پر بحث بہت کم کی جاتی ہے۔ بلکہ ان کے ہاں حدیث کی قوت اور ضعف وغیرہ کی صفات سے بحث کی جاتی ہے اور یہ بحث عدالت ،ضبط ،حفظ ،غیر حفظ کے اعتبار سے راویوں کے اوصاف سے ہوتی ہے۔ اس طرح اس سے بحث ہوتی ہے کہ حدیث کے راوی قلیل ہیں یا کثیر۔ سند کے متصل ،منقطع ،مرسل ،مضطرب ہونے کے اعتبار سے بحث ہوتی ہے۔ پس ان چیزوں کی وجہ سے حدیث صحیح ،حسن ،ضعیف ،متواتر ،اور مشہور خبر واحد کی طرف منقسم ہوتی ہے۔

5- پس متواتر وہ روایت ہے جو ایسی سند کے ساتھ نقل کی جائے جو اس بات تک پہنچائے جو حسی ہو صرف عقلی نہ ہو۔ اور اتنی تعداد اس کو نقل کرنے والی ہو کہ عقل ان کا جھوٹ پر اتفاق کر لینا محال سمجھے یا وہ اس کو اپنی مثل سے ابتدا سے انتہا تک روایت کریں اور اس روایت جس پر انتہا ہو رہی ہو وہ کام حسی ہو پس نوع اول وہ ہے جس کا کوئی طبقہ نہیں ہے۔ اور ثانی وہ ہے جس کے دو یا اس سے زائد طبقے ہوں۔ پھر اس کی دونوں قسمیں علم ضروری کا فائدہ دیتی ہیں نہ کہ علم نظری کا اور کسی عدد معین میں منحصر نہیں ہے۔ اور یہ کثرت سے پائی جاتی ہے یہ بھی نہیں کہ متواتر بالکل معدوم ہی ہو یا موجود ہو لیکن قلیل۔ جنہوں نے متواتر کے قلیل الوجود ہونے کا گمان کیا ہے۔ یہ بات ان کے خلاف ہے۔ جب متواتر کی مکمل شرائط پائی جانے کے باوجود وہ یقین کا فائدہ نہ دے تو وہ کسی دوسرے مانع کی وجہ سے ہوگا نہ کہ اس کی ذات کی وجہ سے اور اس کا حکم یہ ہے کہ اس کے راویوں کی عدالت سے بحث نہیں کی جاتی۔

متواتر روایات کثرت سے موجود ہیں حافظ ابن حجرؒ لکھتے ہیں

"ما ادعاه ابن الصلاح من العزة ممنوع و كذا ما ادعاه غيره من العدلان ذلك نشاء عن قلة الا طلاع على كثرة الطرق و احوال الرجال و صفاتهم المقتضية لا بعا د العادة ان يتوا طئو وا على الكذب او يحصل منهم اتفاقا(شرح نخبة الفكر)

ترجمہ:۔اور ابن صلاحؒ نے جو متواتر کے قلیل الوجود ہونے کا دعوی کیا ہے یہ قابل تسلیم نہیں ہے۔اور اسی طرح جس نے اس کے معدوم ہونے کا دعوی کیا ہے وہ بھی ممنوع ہے اس لئے کہ یہ بات تو کثرت طرق اور احوال رجال اور وہ صفات جو عادۃً کذب کے محال ہونے یا اتفاق کذب کا عدم تقاضہ کرنے پر قلت اطلاع کی وجہ سے پیدا ہوتی ہے۔

علامہ سیوطیؒ حافظ ابن حجرؒ کی تائید کرتے ہوئے لکھتے ہیں۔

قلت صدق شيخ الاسلام و براء وماقا له هو الصواب الذى لا يمترى فيه من له مما رسة بالحديث و اطلاع على طرقه فقد و صف جماعة من المتقد مين و المتاخرين احاديث كثيرة بالتواتر (اتمام الدرايه بشرح النقايه)

ترجمہ:۔میں کہتا ہوں شیخ الاسلام نے سچ کہا اور بری ہو گئے جو انہوں نے فرمایا وہ درست ہے جس کو ادنی سی بھی علمِ حدیث کے ساتھ مناسبت ہے اور اسکی اسناد پر اطلاع ہے وہ اس میں شک نہیں کرے گا۔متقدمین اور متاخرین کی ایک جماعت نے بہت سی احادیث کو تواتر کے ساتھ متصف کیا ہے۔

حافظ ابن حجرؒ نے فتح الباری میں،علامہ سخاویؒ نے فتح المغیث میں،ابریؒ نے مناقب

شافعیؒ میں ،ابن تیمیہؒ نے الفرقان بین الحق والباطل میں ،قاضی محب اللہ بہاریؒ نے مسلم الثبوت میں اسکی امثلہ پیش کی ہیں

حدیث متواتر:۔

وہ خبر ہے ......

(1) جس کی اسناد کثیر ہوں۔

(2) راویوں کی تعداد اتنی زیادہ ہو کہ عادۃً ان راویوں کا جھوٹ پر اتفاق کرنا یا اتفاقیہ ان سے جھوٹ صادر ہونا محال ہو

(3) یہ کثرت ابتداء سے انتہا تک یکساں ہو، کسی جگہ کمی نہ واقع ہو۔

(4) اور مفید علم یقینی ضروری ہو۔

(5) اور خبر کا تعلق عقل سے نہیں بلکہ حس سے ہو۔

یہ پانچ شرطیں جو بیان کی گئیں انہیں پر تواتر کا تحقق موقوف ہے لیکن متواتر ان شرائط کے ساتھ مباحث علم الاسناد سے خارج سمجھی جاتی ہے، اس لئے کہ علم الاسناد میں صحت یا ضعف حدیث سے بغرض وجوب عمل یا ترک عمل بحث کی جاتی ہے یہ بحث رجال ہوا کرتی ہے اور متواتر بلا بحث واجب العمل سمجھی جاتی ہے۔ یہاں یہ بات سمجھنا ضروری ہے کہ متواتر کی یہ تعریف تواتر اسنادی کے اعتبار سے ہے۔ تواتر کی کل چار قسمیں ہیں ۔ان کو بیان کرنے سے قبل چند اور باتیں جو کہ انتہائی ضروری ہیں نقل کی جاتی ہیں۔

حافظ ابن حجرؒ نے متواتر کے بارے میں فرمایا ہے" و المتواتر لا يبحث عن رجاله بل يجب العمل به من غير بحث۔

ترجمہ:۔اور متواتر کے رجال سے بحث نہیں کی جاتی بلکہ بغیر بحث کے اس پر عمل

واجب ہے۔

علامہ جلال الدین سیوطیؒ لکھتے ہیں۔(شرح نخبۃ الفکر ص25)

''المتواتر فانه صحيح قطعا لا يشترط فيه مجموع هذه الشروط (تدریب الراوی)۔

ترجمہ:۔متواتر یقینی طور پر صحیح ہوتی ہے اس میں ان (خبر واحد کی صحت والی) شرائط کا پایا جانا شرط نہیں۔

ابن الحنبلیؒ لکھتے ہیں ''ومن شانه ان لا يشرط عدالة رواته ''۔

ترجمہ:۔خبر متواتر کی شان یہ ہے کہ اس کے راویوں کی عدالت شرط نہیں۔(قفوالاثر بحوالہ قوائد فی علوم الحدیث ص32)

سلطان المحدثین ملا علی قاریؒ شرح الشرح لنخبۃ الفکر میں لکھتے ہیں۔

المتواتر لايسئل عن احوال رجاله

ترجمہ:۔متواتر کے رجال کے احوال سے بحث نہیں کی جاتی۔

تواتر کی چار قسمیں ہیں:

خاتم المحدثین علامہ انور شاہ کشمیریؒ لکھتے ہیں

التواتر على انحاء تواتر اسناد و تواتر طبقة،وتواتر توارث و تعامل وتواتر قدر المشترك

ترجمہ:۔تواتر کی کئی قسمیں ہیں۔

(1) تواتر اسنادی

(2) تواتر طبقہ

(3) تواتر توارث وتعامل

(4) تواتر معنوی (نیل الفرقدین ص30]

مایہ ناز محدث، فقیہ، اصولی علامہ زاہد بن حسن الکوثریؒ الحنفی لکھتے ہیں

ان الاخبار الاحاد الصحیحة قد یحصل بتعدد طرقها تواتر معنوی

ترجمہ: اخبار صحیحہ کو اسناد کے متعدد ہونے سے تواتر معنوی حاصل ہو جاتا ہے۔

علامہ عبد العلی محمد بن نظام الدین الکھنویؒ لکھتے ہیں۔ (مقالات کوثری ص 135)

ایراد الاسئلة و الاجوبة فعلی بعض المتون لا علی قدر المشترك المستفاد من الاخبار

ترجمہ:۔ سوال و جواب بعض متون پر ہیں نہ کہ مشترک پر جو کہ ان اخبار سے مستفاد ہوتا ہے۔ (فواتح الرحموت ص266 ج2)

علامہ انور شاہ کشمیریؒ فرماتے ہیں

کله تواتر یفید القطع ۔ ترجمہ:۔ تواتر کی یہ چاروں اقسام متواتر ہیں اور یقین کا فائدہ دیتی ہیں (نیل الفرقدین ص30)
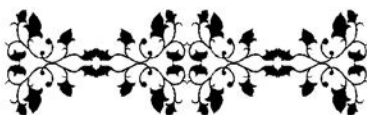
علامہ عبدالغفار ذہبی حفظہ اللہ سابق غیر مقلد کا غیر مقلد پروفیسر محمد افضل چوہدری کی تحریر پر تبصرہ

﴿بسم الله الرحمن الرحیم نحمده و نصلی علی رسو له الکریم وعلی ازواجه و اله و اصحا به و اتبا عه اجمعین﴾

تمھید :۔ اللہ تعالی کا بے شمار شکر ہے جس نے ادیان عالم کے مقابلے میں دین اسلام عطا فرمایا اور کافروں کے مقابلے میں ہمارا نام مسلمان رکھا۔اور یہودیوں اور عیسائیوں کے مقابلے میں ہم محمدی ہیں اور اہل بدعت کے مقابلے میں ہمارا نام اہل السنۃ والجماعۃ نبی اقدس ﷺ نے رکھا اور اسلام کے اندر اجتہادی اختلاف میں ہماری نسبت امام ابوحنیفہؒ کی طرف ہے یعنی ہمارا نام اہل السنۃ والجماعۃ الحنفی ہے۔

ہمارے دلائل شرعیہ چار ہیں (1) کتاب اللہ (2) سنت رسول اللہ (3) اجماع امت صحابہؓ وتابعینؒ وغیرھم (4) قیاس مجتہد۔

یعنی ان چار دلائل سے یا کسی ایک دلیل سے ہمارا مسئلہ ثابت ہوتا ہے۔اہل اسلام فقہا ومحدثین ان کو ادلۃ الاربعہ کہتے ہیں اور یہی مذہب ومسلک ہے صحابہؓ وتابعینؒ وائمہ مجتہدینؒ وائمہ محدثینؒ وعلما سلف وخلف کا خصوصاً ائمہ اربعہ امام اعظم فی الفقہا ابوحنیفہؒ التابعی، وامام مالکؒ بن انس وامام شافعیؒ اور امام احمد بن حنبلؒ اور ائمہ صحاح ستہ کا بھی یہی مذہب ومسلک ہے۔

سبب تحریر:۔ یوں تو امت محمدیہ ﷺ میں سینکڑوں مسائل میں اختلاف ہے مگر مسئلہ رفع یدین فی الصلاۃ میں بھی اختلاف چلا آرہا ہے اور یہ مسئلہ بھی منصوص مسائل میں

سے ایک ہے۔احادیث متعارض ہونے کی وجہ سے اور پھر ائمہ مجتہدین کے نزدیک اجتہادی اختلاف کی وجہ سے اس مسئلہ میں بھی اختلاف ہے۔

نصوص کی صراحت ترک ونسخ رفع یدین سوائے تکبیرۃ الاحرام فی الصلاۃ مکتوبہ والسنن والنوافل سوی الوتر والعیدین ہی کو ثابت کرتی ہیں اور ترک ونسخ رفع یدین سوائے تکبیر تحریمہ کا مذہب ومسلک ہی صواب ودرست ہے مسئلہ کیونکہ علمی تھا اور مختلف فیہ اور اجتہادی بوجہ احادیث متعارضہ تھا تو اس مسئلہ پر بات وتحقیق بھی اہل علم خصوصاً مجتہد ماہر شریعت اور محدث وعالم ماہر حدیث کی قبول ہوتی مگر قیامت کی نشانی ہے کہ جاہل جو علوم اسلامی سے کورے انگریزی تعلیم یافتہ لوگوں نے منصب اجتہاد ومنصب محدث پر بغیر شرائط واہلیت کے قبضہ کرر کھا ہے۔

دین اسلام کے قائد وگائیڈ بنے ہوئے ہیں۔انکی علمی حالت تو یہ ہے کہ چند گمراہ علماء کے لٹریچر یعنی رسائل کا مطالعہ کر کے اور مترجم دینی کتابوں کا مطالعہ کر کے محقق ومجتہد اور محدث بن بیٹھے ہیں جبکہ علم قرآن وعلم حدیث کی الف با بھی نہیں جانتے اور فتوی بازی کی مشین چلا کر امت مسلمہ کی اکثریت جو سلفاً وخلفاً صحابہؓ وتابعینؒ وتبع تابعینؒ اور ائمہ فقہاء مجتہدین ومحدثین واولیاء اور عوام کی صورت میں ہے کو کافر یا مشرک یا بدعتی اپنے گمان سے ثابت کرتے ہیں اور اسلاف پر لعن وطعن کرتے ہیں اور اس حدیث کا مصداق

ہیں مثلاً عن ابی ھریرۃؓ مرفوعاً لعن اخر ھذہ الامۃ اولھا (ترمذی)

اللہ تعالی انکو ہدایت عطا فرمائے۔

دعوی وعمل غیر مقلدین:۔ یہ ہے کہ رسول اللہ ﷺ چار رکعات نماز میں چار مقام یعنی دس مرتبہ رفع یدین ہمیشہ کرتے رہے اور باقی یعنی اٹھارہ مرتبہ کی رفع یدین منسوخ ہے یا ثابت نہیں ہے اور آپ ﷺ نے ایک نماز بھی بغیر رفع یدین عندالرکوع والی نہیں پڑھی یہی نبی ﷺ کا طریقہ یعنی سنت ہے۔

مذکورہ رفع یدین کا حکم:۔ ان میں چند نام نہاد محققین اسکو فرض کہتے ہیں اور بعض واجب کہتے ہیں اور بعض ان میں سنت غیر منسوخہ کہتے ہیں کمافی کتب غیر مقلدین۔

جواب دعوی وعمل اہل السنۃ والجماعۃ:۔ ہماری اور ہمارے اسلاف کی تحقیق یہ ہے کہ رسول اللہ ﷺ چار رکعت نماز میں اٹھائیس مرتبہ رفع یدین کرتے تھے کمافی کتب صحاح ستہ وغیرہ مگر اس پر آپ نے مواظبت اور دوام ہمیشگی نہیں فرمائی۔ تئیس سالہ دور نبوت میں احکام نماز میں تبدیلی آتی رہی اس تبدیلی کی وجہ سے آپ ﷺ نے تکبیر تحریمہ کی رفع یدین کے علاوہ باقی مقامات کی رفع یدین ترک کردی یعنی یہ منسوخ و متروک ہوگئی مگر ابتداء نماز کی رفع یدین آپ ﷺ نے کبھی نہیں چھوڑی یہی سنت غیر متعارضہ ہے۔

تکبیر تحریمہ کی رفع یدین کا حکم:۔ ہم اہل السنۃ والجماعۃ احناف کے نزدیک تکبیر تحریمہ کی رفع یدین سنت ہے۔ کما لا یخفی علی اھل العلم

تنبیہ:۔ مگر غیر مقلدین نسخ وترک رفع یدین علاوہ چار مقام کے قولاً وفعلاً قائل ہیں اور چار مقام کی رفع یدین کو دائمی عمل اور وفات تک کرتے رہنے کا دعوی کرتے ہیں۔ اب جناب پروفیسر محمد افضل چوہدری کی عبارات پر تبصرہ درج ذیل پیش خدمت ہے۔

عبارت نمبر 1:۔ جناب پروفیسر محمد افضل صاحب لکھتے ہیں۔

یایھا الذین امنوا اطیعو االله و اطیعو االرسول ولاتبطلوا اعمالکم الایه سوره محمد پاره نمبر 26)

اس آیت سے واضح ہوا کہ اگر ہم نے اللہ تعالی کے سکھلائے ہوئے طریقے کے مطابق محمد رسول اللہ ﷺ کی سنت (طریقہ) کے مطابق نماز ادا نہ کی تو وہ ضائع اور بے کار رہے اور خود محمد رسول اللہ ﷺ نے اللہ تعالی کے سکھلائے ہوئے طریقہ کے مطابق نماز ادا فرمائی اور ہمیں بھی اسی طریقہ کے مطابق نماز ادا کرنے کی تلقین ادا فرمائی فرمان رسول اللہ ﷺ ملاحظہ ہو۔ صلوا کما رایتمونی اصلی (بخاری شریف کتاب الاذان)

ترجمہ۔''اسی طرح نماز پڑھو جس طرح مجھے نماز پڑھتے ہوئے دیکھا ہے۔(تحریر محمد افضل چوہدری ص2)

جواب نمبر 1۔ حضرت مالک بن حویرث ؓ خود تصریح کرتے ہیں کہ "فاقمنا عنده عشرین یوما و لیلة "۔بیس راتیں آپ ﷺ کے پاس رہے۔وصلو کما رایتمونی اصلی اور فرمایا کہ جیسے تم نے مجھے نماز پڑھتے ہوئے دیکھا ہے اسی طرح نماز پڑھتے رہو، ولیئومکم اکبرکم اور جو بڑا ہو وہ امامت کرے(تیسیر الباری بخاری

شریف کتاب الاذان پارہ نمبر 3 ص 412،413 رقم 601 ترجمہ وحید الزمان غیر مقلد)

حضرت مالک بن الحویرث اللیثی البصری المتوفی ۷۴ھ ان بیس دنوں میں آپ صلی اللہ علیہ وسلم کو کس طرح وکس طریقہ پر نماز پڑھتے ہوئے دیکھا ہے وہ مندرجہ ذیل حاضر خدمت ہے۔

قد روی الامام الحافظ المحدث الکبیر ابو عبدالرحمن احمد بن شعیب النسائی الشافعیؒ و ۲۱۵ھ م۳۰۳ھ قال اخبرنا محمد بن المثنی حدثنا ابن ابی عدی عن شعبه عن قتاده عن نصر بن عاصم عن مالکؓ بن الحویرث انه رای النبی صلی اللہ علیہ وسلم رفع یدیه فی صلوته واذا رکع و اذا رفع راسه من الرکوع و اذا سجد واذا رفع راسه من السجود حتی یحاذی بهما فروع اذنیه (الصحیح والسنن للنسائی ج1 ص165 باب رفع الیدین للسجود)

ترجمہ:۔ حضرت مالکؓ بن الحویرث سے روایت ہے انھوں نے دیکھا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو ہاتھ اٹھاتے ہوئے نماز میں (یعنی نماز شروع کرتے وقت) اور جب رکوع کیا اور جب رکوع سے سر اٹھایا اور جب سجدہ کیا اور جب سجدہ سے سر اٹھایا کانوں کی لو تک (ترجمہ از وحید الزمان غیر مقلد نسائی شریف مترجم)

تنبیہ:۔ حضرت مالکؓ بن الحویرث نے تو نبی اقدس صلی اللہ علیہ وسلم کو سجدوں کی رفع یدین کرتے ہوئے دیکھا یہ انکی صلوا کما رایتمونی اصلی ہے یعنی یہ طریقہ نماز ہے جس میں انہوں نے بیس راتوں اور دنوں میں دیکھا لیکن غیر مقلدین خصوصاً آپ جیسے نام نہاد اہلحدیث اس نبوی طریقہ نماز کے تارک و منکر ہیں اور یہ حدیث ثابت و صحیح ہے اور منکرین ترک و نسخ پر حجت قاطعہ ہے۔

سند کی تحقیق

(1)امام نسائی م۳۰۳ھ صحاح ستہ کے مشہور امام ہیں اور ثقہ بالاجماع ہیں (تذکرۃ الحفاظ للذھبی ج2 ص194۔195 والعبر للذھبی ج اص ۲۷۶ وتہذیب التہذیب ج اص27,28)

(2)امام محمد بن المثنی م۲۴۸ھ صحیح بخاری، صحیح مسلم وسنن اربعہ کے راوی ہیں۔ائمہ نے انکو الحافظ الحجہ ثقہ ثبت قرار دیا ہے اور یہ ثقہ بالاجماع ہیں (تذکرۃ الحفاظ ج 2 ص73۔74، وتقریب لابن حجرؒ ج2 ص550
فانظر صحیح بخاری ج1 ص7، 11، 35، 36، وصحیح مسلم ج اص وغیرھا)

(3)امام ابن ابی عدیؒ م۱۹۴ھ یہ صحیح بخاری وصحیح مسلم وسنن اربعہ کے راوی ہیں۔ائمہ نے انکو البصری ثقہ اور المحدث وکان احد الثقات الکبار قرار دیا ہے (تقریب ج2 ص499 والعبر ج 1 ص158 یہ ثقہ بالاجماع ہیں فانظر صحیح بخاری ج 1 ص40، 98، 134، 140

(4)امام شعبہؒ م۱۶۰ھ یہ صحیح بخاری صحیح مسلم وسنن اربعہ کے راوی ہیں ائمہ نے انکو الحجہ الحافظ شیخ الاعلام ومحدثھا وامیر المومنین فی الحدیث اور ثقہ حافظ متقن قرار دیا ہے یہ ثقہ بالاجماع ہیں۔دیکھئے (تذکرۃ الحفاظ ج1 ص144، 145 وتقریب لابن حجرؒ ج 1 ص244 فانظر صحیح بخاری ج1 ص6، 7، 8، 9،

(5)امام قتادہؒ م۱۱۷ھ یہ صحیح بخاری وصحیح مسلم وسنن اربعہ کے راوی ہیں ائمہ نے انکو الحافظ العلامۃ المفسر واحفظ الناس ومن حفاظ اھل زمانہ وکان ثقہ مامونا حجۃ فی الحدیث اور ثقہ ثبت قرار دیا ہے (تذکرۃ الحفاظ ج 1 ص92، 93 وتہذیب ج 4

ص540الی543وتقریب ج2 ص484یہ ثقہ بالاجماع ہیں فانظر صحیح بخاری ج 1ص6،7،8،11،)

(6)امام نصر بن عاصمؒ م۸۱ھ یہ جزرفع الیدین للبخاری وادب المفرد للبخاری وصحیح مسلم وسنن اربعہ کے راوی ہیں ۔ائمہ نے انکو بصری تابعی ثقہ قرار دیا ہے۔تاریخ الثقات للعجلی ص449وکتاب الثقات لابن حبان وتقریب لابن حجرؒ2ص621 فانظر جزرفع یدین ص6،39،43،57،وادب المفرد ص31،69،101،109،وصحیح مسلم ج1ص168وغیرھما)

(7) حضرت مالک بن الحویرث رضی اللہ عنہ مشہور صحابی ہیں فانظر تاریخ الصحابہ لابن حبان ص232

تنبیہ:۔بالتحقیق والیقین حدیث مالک بن الحویرثؓ ثقہ وعادل ومشہور کے طریق سے مروی ہے جو بتعریف وشرائط فقہاء ومحدثین صحیح وثابت ہے اور منکرین نسخ وترک پر حجت قاطعہ ہے۔واللہ اعلم بالصواب

جواب ثانی:۔جناب پروفیسر محمد افضل صاحب صلوا کما رایتمونی اصلی پر آج سے ہی عمل پیرا ہو جائیں اور سجدوں کی رفع یدین جو طریقہ نماز نبی اقدس ﷺ سے ثابت ہے اسکو سنت سمجھ کر اپنائیں یاد رہے حدیث مالک بن الحویرث رضی اللہ عنہ اختلاف طرق واختلاف کتب سے بھی ثابت ہے مثلاً دیکھئے

(مسند احمد بن حنبل ج3 ص533، وج5 ص66، والسنن الکبری للنسائی ج ص228،244، وصحیح ابوعوانہ ج2 ص95وشرح مشکل الاثار للطحاوی ج2 ص 29الی ص31وفی نسخۃ ج15 ص57ومحلی ابن حزم ج4 ص126ص127 و

بیان الوھم ولایھام لابن قطان ج ۵ ص 613 وتحفۃ الاشراف للمزیؒ ج 8 ص 337 ج 338 وفتح الباری لابن حجرؒ ج 2 ص 284 وفتح الودود للعبد الحق غیر مقلد ص 66 وفضل الودود لابی حفص غیر مقلد ص 6 الی ص 22 واثبات رفع الیدین للخالد گھر جاکھی غیر مقلد ص 98 الی ص 101 وغیرھا)

مصححین حدیث مالک بن الحویرث رضی اللہ عنہ

(1) امام نسائیؒ م ۳۰۳ھ وقال صحیح (النکت لابن حجرؒ ص 165 وزھری الربی للسیوطی ص 3)

(2) امام ابوعوانہؒ م ۳۱۶ھ وقال صحیح (صحیح ابوعوانہ ج 2 ص 95)

(3) امام ابوعلی النیسابوری م ۳۴۹ھ وقال صحیح (النکت ص 164 وزھری الربی ص 3)

(4) امام ابوعلی ابن السکنؒ م ۳۵۳ھ وقال صحیح (النکت ص 164 وزھری الربی للسیوطی ص 3)

(5) امام ابواحمد ابن عدی م ۳۶۵ھ وقال صحیح (النکت ص 164 وزہری الربی ص 3)

(6) امام ابوالحسن الدارقطنیؒ م ۳۸۵ھ وقال صحیح (النکت وزھری الربی ص 3)

(7) امام ابن مندہؒ م ۳۹۵ھ وقال صحیح (النکت ص 164 وزھری الربی ص 3)

(8) امام ابوعبداللہ الحاکمؒ م ۴۰۵ھ وقال صحیح (النکت ص 164 وزھری الربی ص 3)

(9) امام عبدالغنی بن سعید م ۴۰۹ھ قال صحیح (النکت ص 164، وزھری الربی ص 3)

(10) امام ابویعلی الخلیلیؒ م ۴۴۶ وقال صحیح (النکت لابن حجرؒ وزھری الربی للسیوطی ص 3)

(11)امام ابو محمد بن حزم المتوفی ۴۵۶ھ وقال صحیح (محلی ابن حزم)

(12)امام ابو بکر الخطیبؒ م۴۶۳ھ وقال صحیح (النکت ص164 وزهری الربی ص3)

(13)امام ابو طاہر السلفیؒ م۵۷۶ھ وقال صحیح (النکت ص164، وزهری الربی ص3)

(14)امام ابن القطانؒ م۶۲۸ھ وقال صحیح (بیان الوهم والایهام لابن قطان ج5 ص 613)

(15)امام ابن حجر عسقلانیؒ م۸۵۲ھ وقال اصح (فتح الباری علی صحیح بخاری ج2 ص 284 وغیرہم نے حدیث مالک بن الحویرث رضی اللہ عنہ کو صحیح قرار دیا ہے۔

عظمت صحابہ کرامؓ اور غیر مقلدین

محمد عمران صفدر سابق غیر مقلد۔ قسط نمبر 2

تقلید کا مطلب ہے کہ اکابر امت میں سے وہ حضرات جن کو اللہ تعالیٰ نے اپنے دین کی خصوصی سمجھ عطا فرمائی ہے اور کتاب وسنت کے علوم میں وہ ماہر ہیں، ان پر اعتماد کیا جائے ،اور دین کے سلسلہ میں انکی رہنمائی ،تشریح ،اور انکے عمل کو قبول کیا جائے۔ گویا تقلید میں پہلی چیز اسلاف امت پر اعتماد ہے۔ اب ظاہر سی بات ہے کہ عدم تقلید کا مفہوم اس کے برعکس ہوگا۔ اسلاف امت پر غیر مقلدین کا نقد حدود سے تجاوز کر گیا۔

ائمہ دین اور فقہائے امت اور اولیاء اللہ کی ذات کو مجروح کرتے کرتے صحابہ کرامؓ کی قدسی جماعت بھی ان کی زد پر آ گئی۔ جن صحابہ کرام کی محبت کو ایمان کا تقاضا قرار دیا گیا اور ان کی عداوت ودشمنی کو اللہ اور اسکے رسول کی عداوت ودشمنی قرار دیا گیا۔ غیر مقلدین نے ان کے بارے میں صاف اعلان کر دیا کہ صحابہ کرامؓ کا قول ،فعل، فہم اور رائے حجت نہیں حتی کہ خلفائے راشدین کی جاری کردہ سنت کو بھی جس کو لازم پکڑنے کا حدیث پاک میں حکم دیا گیا انہوں نے قبول کرنے سے انکار کر دیا۔ اور صحابہ کرام یا خلفاء راشدین کو حرام ومعصیت اور بدعت کا مرتکب قرار دیا، یعنی جو بات رافضیوں (شیعوں) کے بارے میں ہم جانتے ہیں تو غیر مقلدین کے نظریات سے واقف ہونے کے بعد معلوم ہوا کہ غیر مقلدین اور شیعوں کا نظریہ صحابہ کرامؓ کے بارے میں بہت حد تک یکساں ہے۔ اکابر امت نے صحابہ کرام کے مقام کو جانا تھا اس

لئے ان کے قلوب میں ان کی عظمت و محبت تھی۔ شرح العقیدہ الطحاویہ میں ہے۔
"سابقین علمائے امت یعنی صحابہ کرام اور ان کے بعد تابعین جو کتاب وسنت کے راوی ہیں اور اہل فقہ و قیاس ان کا ذکر بھلائی سے کیا جائے گا اور جو شخص ان کا ذکر برائی سے کرئے گا وہ مسلمانوں کی راہ پر نہ ہوگا۔ (شرح عقیدہ طحاویہ ص418)

ص396 پر ہے کہ صحابہ کرام سے محبت ایمان اور دین اور احسان ہے اور ان سے بغض رکھنا کفر اور نفاق اور سرکشی ہے۔" علامہ ذھبیؒ فرماتے ہیں فمن طعن فیھم او سبھم خرج من الدین و مرق من ملة المسلمین (الکبائر ص 228) ترجمہ: یعنی صحابہ کرام کو جس نے مطعون کیا یا ان کو برا بھلا کہا وہ دین اسلام سے نکل گیا اور مسلمانوں کی ملت اور جماعت سے وہ کٹ گیا۔ غرض یہ کہ صحابہ کرام کے بارے میں بری ذہنیت شعیت کی ہے جن کے دل و دماغ میں رافضیت کے جراثیم ہوتے ہیں ان ہی کی زبان سے صحابہ کرام کے بارے میں ان کی عظمت وشان کے خلاف بات نکلتی ہے۔ ہمیں بڑے افسوس کے ساتھ کہنا پڑ رہا ہے کہ صحابہ کرامؓ کے بارے میں غیر مقلدین کے عقائد اور افکار بڑی حد تک شعیت کی چھاپ نظر آتی ہے اب ہم مختصر طور پر بہت سی تفصیلات میں جانے کے بجائے کچھ حوالے پیش کرتے ہیں جن میں غیر مقلدین کے نظریات کی ترجمانی ہوتی ہے۔

(4) غیر مقلدین کے مشہور علامہ وحید الزمان لکھتے ہیں "یعنی صحابہ کرام کو رضی اللہ عنہ کہنا مستحب ہے۔ لیکن ابوسفیان، معاویہ، عمرو بن عاص، مغیرہ بن شعبہ اور سمرہ بن جندب کو رضی اللہ عنہ کہنا مستحب نہیں۔ (کنز الحقائق ص234 ج1) صحابہ کرامؓ کے بارے میں اس قسم کا عقیدہ شعیت اور رافضیت کی پیدوار ہے، یہ طبع 1322ھ ہے، اسے ایک سو سال سے زائد کا عرصہ گزر چکا ہے اور غیر مقلدین نے اس عقیدہ سے

برات کا اظہار نہیں کیا، اگر آج کوئی اس کا انکار کرتا ہے تو اس کی کوئی وقعت نہیں ہے۔

(5) بعض صحابہ فاسق تھے: نزل الابرار ص94 ج3 پر ہے ''یعنی فان جاء کم فاسق والی آیت ولید بن عقبہ کے بارے میں اتری ہے، اسی طرح یہ آیت بھی افمن کان مومنا کمن کان فاسقا۔ اور اس سے معلوم ہوا کہ صحابہ میں سے کچھ لوگ (معاذاللہ) فاسق بھی تھے۔ جیسے ولید اور اسی طرح معاویہ، عمرو، مغیرہ اور سمرۃ کے بارے میں بھی بات کہی جائے گی۔

(6) مولانا وحید الزمان صاحب لکھتے ہیں ''یعنی حضور اکرم ﷺ کا یہ ارشاد کی خیر القرون قرنی ثم الذین یلونھم الخ سے یہ لازم نہیں آتا کہ بعد میں آنے والے لوگ پہلے والے لوگوں سے افضل نہ ہوں اس لئے کہ بہت سے اس امت کے متاخرین علماء علم ومعرفت اور سنت کی نشر واشاعت میں عوام صحابہ سے افضل ہیں، اور یہ وہ بات ہے جس کا کوئی عاقل انکار نہیں کرسکتا۔''

(7) یعنی محقق بات یہ ہے کہ صحابی کو صحبت کی فضیلت حاصل ہے جو ولی کو حاصل نہیں ہوسکتی، لیکن ممکن ہے کہ کچھ ولیوں کو فضیلت کی کچھ دوسری وجہیں حاصل ہوں' جو صحابی کو حاصل نہیں ہیں جیسا کہ ابن سرین سے صحیح سند سے مروی ہے کہ ہمارے امام مہدی حضرت ابوبکرؓ اور حضرت عمرؓ سے افضل ہوں گے۔''

(8) وحید الزمان صاحب لکھتے ہیں کہ یعنی اہل حدیث خلفاء اور سلطان وقت کا خطبہ جمعہ میں نام لینے کا التزام نہیں کرتے، اسلئے کہ ایسا کرنا بدعت ہے کہ حضور ﷺ اور صحابہ کرام سے یہ منقول نہیں ہے۔ (100)

(9) صحابی کا قول حجت نہیں: غیر مقلدین کے مذہب وعقیدہ میں صحابی کا قول دین وشریعت میں حجت نہیں ہے۔ فتاوی نذیریہ میں ہے ''یعنی دوسری بات یہ ہے کہ

اگر حضرت عبداللہ بن عباس اور حضرت عبداللہ بن زبیر کا یہ فتوی صحیح بھی ہے تب بھی اس سے دلیل پکڑنا درست نہیں ہے، اس لئے کہ صحابی کا قول دلیل نہیں ہے۔"

نواب صدیق حسن خان نے عرف الجادی میں لکھا ہے "یعنی حضرت جابر کی یہ بات حضرت جابر کا قول ہے اور صحابی کا قول حجت نہیں ہوتا۔ (عرف الجادی ص38)

فتاوی نذیریہ میں ہی حضرت علیؓ کے بارے میں ارشاد ہوتا ہے، "مگر خوب یاد رکھنا چاہئے کہ حضرت علی کے اس قول سے صحت جمعہ کیلئے مصر کا شرط ہونا ہرگز ہرگز ثابت نہیں ہوتا"۔

(10) نواب صدیق حسن خان لکھتے ہیں" و **فعل الصحابی لا یصلح للحجة** ترجمہ: یعنی صحابی کا فعل اس لائق نہیں ہوتا کہ وہ دلیل شرعی بنے" (التاج المکلل ص292)

(11) غیر مقلدین کا کہنا ہے کہ صحابی کی رائے بھی حجت نہیں۔ عرف الجادی میں لکھ ہے "یعنی اگر گفتگو ہے تو یہ ہے کہ صحابہ کرام کی رائے قبول نہیں نہ کہ ان کی روایت "صحابہ کرام کا فہم بھی حجت نہیں ہے۔

(12) فہم صحابہ حجت نہیں: غیر مقلدین کے مذہب میں جس طرح صحابہ کرام کا قول و فعل و رائے حجت نہیں ہے اسی طرح فہم صحابہ بھی حجت نہیں ہے۔ فتاوی نذیریہ میں ہے" رابعاً یہ کہ ولوفرضنا تو یہ عائشہ اپنے فہم سے فرماتی ہیں، یعنی حضرت عائشہ کا یہ کہنا کہ اگر آنحضور ﷺ اس زمانہ میں ہوتے تو آپ عورتوں کو مسجد میں جانے سے روک دیتے اور فہم صحابہ حجت نہیں۔ (فتاوی نذیریہ ص622ج1)۔ غور کیجیے کس طرح صحابہ کرامؓ کی ذات سے اعتماد اٹھایا جارہا ہے۔ اگر صحابہ کی بات حجت نہیں تو کیا اتباع نفس حجت ہے۔ اللہ ایسے گمراہ کن عقائد سے محفوظ فرمائے (آمین) اسی مسئلہ میں

فتاوی نذیریہ والے نے حضرت عائشہؓ کی گستاخی کی ہے۔لکھتا ہے کہ ''پھراب جو شخص بعد ثبوت قول رسول وفعل صحابہ کی مخالفت کرے وہ اس آیت کا مصداق ہے: ومن یشاقق الرسول من بعد ما تبین له الهد ی و یتبع غیر سبیل المومنین نوله ما تولی و نصله جهنم"

جو حکم صراحتہً شرع شریف میں ثابت ہو جاے اس میں ہرگز رائے وقیاس کو دخل نہیں دینا چاہیے کہ شیطان اس قیاس سے کہ انا خیر منہ کہہ کر حکم الٰہی سے انکار کر کے ملعون بن گیا، اور یہ بالکل شریعت کو بدل ڈالنا ہے۔(فتاوی نذیریہ ص622ج1)۔

افسوس اس فتوی پر غیر مقلدین کے شیخ الکل فی الکل میاں نذیر حسین دہلوی کے دستخط موجود ہیں۔مفتی صاحب کے اس بیہودہ کلام کا حاصل یہ نکلتا ہے:(1) حضرت عائشہؓ نے حضور ﷺ کے حکم کی مخالفت کی:(2) حضرت عائشہ اس مسئلہ میں حضور ﷺ کی مخالفت کر کے اس آیت کا مصداق بنی۔(3) حضرت عائشہ نے اس مسئلہ میں اپنی رائے وقیاس کو دخل دیا۔

(4) حضرت عائشہ نے دین کے حکم میں رائے دیکر وہی کام کیا جو شیطان نے انا خیر منہ کہہ کر کیا تھا(معاذ اللہ)۔(5) حضرت عائشہ نے شریعت کو بدل ڈالنے کی جرات کی۔ملاحظہ فرمائیں کہ رسول اللہ ﷺ کی مزاج شناس بیوی، ام المومنین کے متعلق اتنی بڑی بکواس کرنے والے کو ایمان کا ایک ذرہ بھی نصیب ہے کیا؟

(13) حضرت عمرؓ کی سمجھ معتبر نہیں: گستاخِ صحابہ محمد جونا گڑھی حضرت عمرؓ کے متعلق لکھتا ہے کہ حضرت عمرؓ کی سمجھ معتبر نہیں۔(شمع محمدی ص 19) اگر حضرت عمرؓ کی سمجھ معتبر نہیں تو کیا جونا گڑھی جیسے بد دماغ اور جاہل کی سمجھ معتبر ہے۔

یہی جونا گڑھی بد بخت حضرت عمرؓ کی ذات پر ایک اور طعن کرتا ہے کہ ''پس

آؤ سنو بہت سے صاف صاف موٹے موٹے مسائل ایسے ہیں کہ حضرت فاروق عظمؓ نے ان میں غلطی کی اور ہمارا اور آپکا اتفاق ہے کہ فی الواقع ان مسائل سے حضرت فاروقؓ بے خبر تھے۔" (طریق محمدی ص42)

(14) جامعہ سلفیہ کے محقق رئیس احمد ندوی سلفی لکھتے ہیں: اسی بنا پر ہم دیکھتے ہیں کہ پنی ذاتی مصلحت بینی کی بنا پر بعض خلفائے راشدین بعض احکام شریعہ کے خلاف بخیال خویش اصلاح و مصلحت کی غرض سے دوسرے احکام صادر کر چکے تھے ان احکام کے سلسلہ میں ان خلفاء کی باتوں کو عام امت نے رد کر دیا۔ (تنویر الآفاق ص107) سی صحفہ پر لکھتے ہیں "ہم آگے چل کر کئی ایسی مثالیں پیش کرنے والے ہیں جن میں حکام شریعہ و نصوص کے خلاف خلفائے راشدین کے طرز عمل کو پوری امت نے جتماعی طور پر غلط قرار دیکر نصوص و احکام شرعیہ پر عمل کیا ہے۔ (تنویر الآفاق ص 107)۔

غیر مقلدین کا خلفائے راشدین کے بارے میں یہ انداز گفتگو عین رافضیت و شیعت کے فکر و نظر کا اظہار ہے۔

(15) مولانا رئیس ندوی لکھتے ہیں "ظاہر ہے کہ کسی نصوص کے خلاف ان دونون جلیل لقدر صحابہ کرام کو لائحہ عمل اور حجت شریعہ کے طور پر دلیل نہیں بنایا جا سکتا، اور یہ بھی ظاہر ہے کہ چونکہ بطریق معتبر ثابت ہے کہ ان دونوں جلیل القدر صحابہ نے نصوص شرعیہ کے خلاف موقف مذکور اختیار کر لیا، اس لئے ان دونوں صحابہ کو نصوص کی خلاف ورزی کا مرتکب قرار دیا جا سکتا ہے۔" غور کریں اہل السنۃ والجماعۃ کے دوستو یہ کیسا شیطانی راستہ ہے کہ اس پر چلنے کے بعد آدمی صحابہ کرام حتی کہ حضرت عمر فاروقؓ اور حضرت عبداللہ بن مسعودؓ جیسے فقہا صحابہ کرام کے بارے میں کیسی زبان استعمال کرنے

لگتا ہے۔

(16) یہی مولانا ندوی صاحب لکھتے ہیں ''قرآن مجید کی دو آیتوں اور پچاس حدیثوں میں تیمّم سے نماز کی اجازت ہے، حضرت عمر اور ابن مسعود کے سامنے یہ آیات و احادیث پیش ہوئی تھیں، پھر بھی ان کی سمجھ میں بات نہیں آسکی۔(تنویر الآفاق ص418) یہ انداز گفتگو کا انداز ہوسکتا ہے جس کا قلب بغض صحابہ سے مکدر ہو اور جس کے ذہن پر شعیت نے پورا قبضہ کرلیا ہو، جسے نہ حضرت عمرؓ کا مقام معلوم ہو اور نہ ہی حضرت ابن مسعودؓ کا۔ افسوس کہ غیر مقلدیت کے نام پر صحابہ کرام کی ذوات قدسیہ پر اس طرح حملے ہورہے ہیں، اور دین کی بنیاد ڈھانے کا نہایت خوفناک کھیل کھیلا جارہا ہے اور ہم دینی طور پر بے بس ہوچکے ہیں۔

(17) حضرت عمرؓ کی قرآن کریم میں ترمیم: ندوی صاحب لکھتے ہیں ''موصوف عمر کی تمنا بھی یہی تھی کہ قرآنی حکم کے مطابق ایک مجلس کی تین طلاقوں کو ایک ہی قرار دیں، مگر لوگوں کی غلط روی کو روکنے کے لئے موصوف نے باعتراف خویش اس قرآنی حکم میں ترمیم کردی، اس قرآنی حکم میں موصوف نے یہ ترمیم کی کہ تین قرار پانے لگیں (تنویر الآفاق ص499)۔

(18) مولانا ندوی صاحب لکھتے ہیں ''ظاہر ہے کہ حضرت علی نے یہ بات محض غصہ میں کہی تھی۔۔۔ یہی غصہ والی بات ان صحابہ کے فتاوی میں بھی کارفرما تھی، جنھوں نے ایک وقت میں ایک سے زیادہ دی ہوئی طلاقوں کو واقع بتایا۔(تنویر الآفاق ص103) مزید بکواس کرتے ہوئے لکھتا ہے کہ ''ظاہر ہے کہ زبان سے غصہ کی حالت میں نکلی ہوئی ایسی باتوں کا حجت شرعی نہیں قرار دیا جاسکتا جبکہ غیر نبی کی یہ باتیں خلاف نصوص ہوں۔(تنویر الآفاق ص104) قارئین ملاحظہ فرمائیں کہ غیر مقلدیت کے عنوان پر ضلالت و گمراہی کی کیسی کیسی راہیں کھل رہیں ہیں، اگر اللہ تعالیٰ اس سے حفاظت نہ

فرمائے تو ایمان کے بھسم ہو جانے کا اندیشہ ہے۔

(19) ندوی صاحب لکھتے ہیں ”ہم یہ دیکھتے ہیں کہ متعدد صحابہ کرامؓ ایک وقت کی طلاق ثلاثہ کے وقوع کا اگرچہ فتوی دیتے تھے مگر بہ صراحت بھی ان سے منقول ہے کہ ایک وقت کی طلاق ثلاثہ نصوص کتاب وسنت کے خلاف ہے اور حرام و ناجائز (تنویر الآفاق ص 105) اس کا مطلب ہے کہ صحابہ کرام لوگوں کو حرام اور معصیت کے کاموں میں مبتلا کرتے تھے۔ صحابہ کرام کے بارے میں میرا خیال ہے کہ کوئی بڑے سے بڑا رافضی ہی ایسی بات کرسکتا ہے، شیعوں نے صحابہ کرام کے بارے میں جن باتوں کو غیر سنجیدہ اور غیر علمی انداز میں پھیلایا تھا آج انھیں باتوں کو غیر مقلدیت کی راہ سے علم وتحقیق کے نام پر پھیلا کر لوگوں کی آخرت کو برباد کیا جارہا ہے۔

(20) مصنف تنویر الآفاق لکھتے ہیں ”چونکہ ابن مسعود کا بیان مذکورہ اللہ اور اسکے رسول کے بیان کردہ اصول شریعت کے خلاف ہے اسلئے ظاہر ہے کہ بیان ابن مسعود شرعاً ساقط الاعتبار ہے۔“

قافلہ حق! حضرت غازی پوری صاحب کی نظر میں

ملفوظات حضرت اوکاڑوی نور اللہ مرقدہ

﴿مولانا محمد اللہ دتہ بہاولپوری مرکز اہل السنۃ والجماعۃ سرگودھا﴾

1- حنفی وہ ہیں جو سیدنا امام اعظم ابوحنیفہؒ کی رہنمائی میں بواسطہ جماعت صحابہ کرامؓ سنت نبوی ﷺ پر عامل ہیں۔

2- مذہب اس راستے اور واسطے کو کہتے ہیں جو بواسطہ جماعتِ صحابہ منزلِ محمدی تک پہنچتا ہے اس لئے ہم اپنے آپ کو اہل السنۃ والجماعۃ حنفی کہتے ہیں۔

3- مذہب صحابہ کرام اور نبی اکرم ﷺ سے ملاتا ہے اور فرقہ صحابہ کرامؓ اور نبی پاک ﷺ سے کاٹتا ہے۔

4- چاروں مذہب (مذاہب اربعہ) اہل السنۃ والجماعۃ ہیں ان سے باہر نکلنے والے غیر مقلد اہل بدعت بھی ہیں اور دوزخی بھی۔

5- انگریز کے دور سے پہلے زندہ یا مردہ کسی غیر مقلد کا ثبوت نہیں ملتا نہ ان کا کوئی مدرسہ، نہ مسجد، نہ کوئی تفسیر و کتاب، نہ کوئی پمفلٹ اور شر انگیز اشتہار نہ کوئی قبر۔

6- جس کو اتباع کرنی ہو وہ سلف کی اتباع کرے۔

7- غیر مقلدیت اور قادیانیت انگریز کے خود کاشتہ پودے ہیں۔

8- جو غیر مقلد چاروں اماموں کے خلاف بدگمانیاں پھیلاتے اور بدزبانیاں کرتے ہیں وہ یقیناً اہل السنۃ والجماعۃ سے خارج ہیں۔

9- اس (غیر مقلد) فرقہ میں ہر ان پڑھ بھی اپنے آپ کو علامۃ الدھر سمجھتا ہے جس طرح کنوئیں کا مینڈک سمندر کے مینڈک کو کہہ رہا تھا کہ اس کنوئیں سے بڑے پانی کا

خزانہ خدا تعالیٰ نے پیدا ہی نہیں فرمایا۔

10- علماء کرام کو چاہیے کہ اپنے مسلک (حنفی) کو کھل کر بیان کریں، اپنے مسلک کو عام کریں۔ آپ کے لوگوں کو اپنے مسلک کی معلومات نہیں ہوتی اس لئے وہ گمراہی کا شکار ہوجاتے ہیں۔ آپ دوسروں کی طرف توجہ دینے کے بجائے اپنے لوگوں اور اپنے مسلک حنفی کی طرف توجہ کریں اسی پر محنت کریں اسی کو عام کریں۔

تلک عشرۃ کاملہ

عالم اسلام کے مشہور محقق و مصنف مفکر اسلام
حضرت مولانا ابوبکر غازی پوری مدظلہ کا سفرنامہ

(مولانا محمود عالم صفدر اوکاڑوی)

یہ قصہ کراچی کی ایک شام میں سمندر کی پشت پر منعقد ہونے والی محفل کا ہے میزبان اور مہمان چنیدہ لوگ تھے۔اصحاب علم،اہل فکرو دانش۔روشن چہرے۔چمکتی آنکھیں۔نظریں مہمان کے چہرئے پر،کان ان کی دل میں اترتی آواز پر۔سننے والوں کی خواہش تھی کہ اس شخصیت کو آنکھوں سے تو دیکھ لیا جس نے ایک لا فانی تصنیف لکھ کر راتوں رات شہرت جاوداں حاصل کی اور اہل السنۃ والجماعۃ کی آنکھوں کا تارا بن گئے،اب سماعت کو بھی ان کی عالمانہ گفتگو سے فیضیاب کریں۔

''حضرت! آپ کو اس تصنیف کا خیال کیسے آیا؟ گفتگو حسب معمول اسی سوال سے شروع ہوئی جو تقریباً ہر محفل میں ان سے کیا جاتا تھا۔بحیرہ عرب کی ٹھنڈی ہوا چل رہی تھی بولنے والا صاحب علم بھی تھا صاحب زبان بھی۔پر کیف فضا،دلکش گفتگو سننے والوں کا اشتیاق اور توجہ کا یہ عالم کہ لانچ کی سیٹیں چھوڑ کر حضرت کے قدموں میں فرش پر آ بیٹھے۔

''مجھے شروع سے علمائے دیوبند سے بہت زیادہ محبت وعقیدت تھی۔اس وارفتگی کی وجہ یہ کہ میں اپنے مطالعہ اور مشاہدے کی بنا پر یہ سمجھتا تھا کہ برصغیر میں دین اسلام کا احیاء وتبلیغ اور جہاد وحریت انہی حضرات کے مرحون منت ہے۔ان کے اہل حق ہونے کی ایک یہی وجہ میرے نزدیک بہت تھی لہذا کوئی ان کے خلاف بولے تو مجھے اس کی حماقت اور جہالت پر نہایت افسوس ہوتا تھا''۔

حضرت نے تمہید باندھ لی تھی اور اب انکی گفتگو میں دھیرے دھیرے روانی اور توجہ قلبی کا عکس گہرا ہو رہا تھا۔

''ہمارے ہاں یوپی میں ایک جگہ ہے گھوسی ۔وہاں کے ایک نہایت قابل فاضل تھے۔انہوں نے دارالعلوم دیوبند میں دوران تعلیم ہمیشہ امتیازی حیثیت حاصل کی ۔پھر کچھ نوجوانوں کی دیکھا دیکھی وہ بھی مدینہ یونیورسٹی پہنچ گئے۔وہاں پڑھنا وڑھنا تو کچھ ہوتا نہیں ہے۔برصغیر کے درس نظامی کی ساخت اور سانچہ ہی کچھ ایسا ہے کہ یہاں کا فارغ التحصیل عالم دینی علوم میں اتنی مہارت اور رسوخ کا حامل ہوتا ہے کہ اسے کہیں اور کچھ پڑھنے کی ضرورت نہیں ہوتی۔دنیا بھر میں اس نصاب کی کوئی اور مثال کہیں پیش نہیں کی جاسکتی ۔بس ایک چل چلاؤ اور دنیا دیکھنے کا شوق ہے جو ہمارے طلباء دوسروں کی دیکھا دیکھی عرب ممالک کی یونیورسٹیوں میں پہنچ جاتے ہیں۔یہ مولوی صاحب بھی وہاں پہنچ گئے ۔کچھ عربی کا شین قاف درست کیا، کچھ پوزیشنیں حاصل کیں اب واپس وطن آنا چاہتے تھے۔سعودی حکومت نے انکا وظیفہ مقرر کردیا تھا اور اب یہ خوش وخرم،کامیاب وکامران وطن لوٹ رہے تھے کہ وہ حادثہ پیش آگیا جس کی بنا پر یہ تالیف وجود میں آئی''۔

حضرت گفتگو میں تجسس پیدا کرنے کے ماہر تھے۔یہاں پہنچ کر دم بھر کو رکے پھر آگے بات بڑھائی :ہوا کچھ یوں کے کہ جب ان کے کاغذات آخری دستخط کے لئے سعودی آفیسر کی میز پر پہنچے اس نے ان کو بلا کر پوچھا کہ تم کون ہو؟ انہوں نے کہا :الحمدللہ! دیوبندی ہوں ۔اس کی میز پر اس زمانے میں تازہ تازہ چھپی ہوئی کتاب ''الدیوبندیہ'' رکھی تھی ۔اس میں علمائے دیوبند کے خلاف ایسا بے سروپا مواد جمع کیا

گیا تھا اور ایسے بے جا رکیک الزامات لگائے گئے تھے کہ اس نے ان سے کہا: ''تم مشرک ہو۔قبوری اور وثنی ہو۔ (قبوری: قبر پرست، وثنی :بت پرست) تمہارا وظیفہ منسوخ کیا جاتا ہے۔'' یہ خاموشی سے اٹھ کر باہر آ گئے۔باہر آ کر کتاب خریدی جو مجھ سے گفتگو کے وقت ان کے ہاتھ میں تھی اور مجھے بتلایا کہ اس کتاب میں ایسے بے جا الزامات ہیں کہ ان کا جواب دیتے ہوئے انسان بھی شرماتا ہے۔ یہاں سعودیہ میں ایک خاص طبقہ اس پر خوب بغلیں بجا رہا ہے۔ہمارے ساتھی انکے ساتھ گفتگو کرتے ہوئے کتراتے ہیں کہ خدا جانے کیا فتنہ بنے؟''

یہاں تک پہنچ کر حضرت پھر رک گئے۔ان کی گفتگو سے سماں بندھ چکا تھا۔ ایک تو لہجہ خوب صورت ،دوسرے نستعلیق قسم کی اردو، تیسرے آپ بیتی سنانے کا مخصوص انداز۔سب پر محویت کا عالم طاری تھا حضرت پھر گویا ہوئے:

''مجھ سے رہا نہ گیا۔ان سے کتاب لی اور سیدھا گھر چلا آیا۔ مجھے اس وقت وہم و گمان بھی نہیں تھا کہ میں اسکا جواب لکھوں گا۔وہ جواب اسکے پرخچے اڑائے گا اور سعودی عرب اور خلیجی ممالک سے اس کے پھیلائے ہوئے جراثیم کا نہ صرف صفایا کرڈالے گا بلکہ تاریخی شہرت پا جائے گا۔میں نے کتاب دیکھنی شروع کی۔خدا کی پناہ !علمی بددیانتی اور تحقیق خیانت کی بھی کوئی حد ہوتی ہے۔میں کتاب پڑھتا گیا اور حیران ہوتا گیا کہ اصحاب توحید، عاملین بالحدیث اس حد تک گر بھی سکتے ہیں؟ایک عجیب بات یہ ہوئی کہ میں جس کتاب سے حوالے کی مراجعت کرنا چاہتا، وہ کمیاب ہونے کے باوجود معمولی کے خلاف جلد ہی ہاتھ لگ جاتی۔اپنے کتب خانے کی الماریوں کے قریب گذرتا تو کتابوں کی قطار میں سے وہ کتابیں گویا جھانک جھانک

کر مجھے تاکیتں اور اپنی طرف متوجہ کرتیں جن سے کوئی بات ہاتھ لگ سکتی ہے۔ مجھے ایسا محسوس ہوا کوئی مجھے اس کتاب کا جواب لکھنے پر ابھار رہا ہے۔ میں نے قلم ہاتھ میں لیا تو وہ بگٹٹ بھاگتا چلا گیا۔

دماغ میں ابھی پوری طرح سوچ آ بھی نہ پائی ہوتی کہ قلم کھینچ کھینچ کر اسے کاغذ پر منتقل کرتا چلا جاتا۔ تین مہینے بھی نہ گزرے تھے کہ عربی میں کتاب تیار ہوگئی اور ایک ایسے شخص کے ہاتھوں تیار ہوئی جو اس میدان کا شناور ہی نہ تھا۔ نام بھی مجھے خوب سوجھا: ''وقفة مع اللا مذهبية'' (کچھ دیر غیر مقلدین کے ساتھ) میں یہ سمجھتا ہوں یہ محض اللہ تعالیٰ کا فضل وکرم ہے کہ وہ کمزوروں سے ایسے کام لے لیتا ہے جن کا تصور بھی وہ نہیں کر سکتے''۔

سب سامعین کو یقین تھا یہ حضرت کی تواضع ہے ورنہ عربی زبان پر ان کی گرفت کے ساتھ تحقیق اور تدقیق میں جیسی دسترس ان کو حاصل ہے، معاصرین میں اس کی مثال ملنی مشکل ہے۔ جب علمائے دیوبند پر الزامات کا پلندہ ''الدیوبندیہ'' کی شکل میں آیا تھا تو کچھ حضرات سعودیہ میں مقیم فضلاء کو کہتے سنے گئے کہ اس کا جواب ان کو وہاں سے لکھنا چاہیے۔ جبکہ سعودیہ میں مقیم حضرات وہاں سے اس کتاب کے نسخے پر نسخہ بھیجتے کہ یہاں سے اس کا جواب لکھا جائے۔ یہ کشمکش زوروں پر تھی کہ میں اپنی کتاب کا مسودہ لیکر شیخ العرب والعجم حضرت مولانا سید حسین احمد مدنی رحمہ اللہ کے صاحبزادے اور جانشین حضرت مولانا سید اسعد مدنی رحمہ اللہ تعالیٰ کی خدمت میں جا پہنچا۔ روداد سنائی اور کتاب پیش کی۔ حضرت کتاب دیکھ کر متعجب ہوئے اور فرمایا کہ ابھی حضرت مہتمم صاحب حضرت مولانا مرغوب الرحمٰن صاحب مہتمم دارالعلوم دیوبند تشریف لاتے

ہیں ان کو دکھا کر مشورہ کرتے ہیں۔ میں نے عرض کی: ''حضرت! میں اپنے حصے کا کام کر چکا۔ اب آگے مشورہ وغیرہ آپ ہی کیجیے اور مجھے دعاؤں کے ساتھ اجازت دیجیے''۔ میں مصافحہ کر کے چلا آیا۔ کتاب دیکھی گئی تو پسند کی گئی۔ پہلا ایڈیشن اگرچہ طباعت کے لحاظ سے زیادہ معیاری نہ تھا لیکن ہاتھوں ہاتھ لیا گیا اور اثر پذیری کا یہ عالم تھا کہ ''الدیوبندیہ'' کی اشاعت پر خوشی سے بغلیں بجانے والے حضرات یہ کہتے سنے گئے ''ہم نے الدیوبندیہ'' چھاپ کر غلطی کی''۔ اس کتاب کی تصنیف و مراجعت کے دوران ایک اور کتاب خود بخود ساتھ ساتھ تیار ہوگئی ''مسائل غیر مقلدین'' پہلی کتاب دندان شکن جواب تھی تو یہ جارحانہ اقدام کہلائی۔ دونوں کو بہت شہرت و مقبولیت حاصل ہوئی۔ ملک کے نامور ادیب مولانا ابن الحسن عباسی کی طرف اشارہ کر کے فرمایا ''عربی سے اردو ترجمہ آپ کے ابن الحسن عباسی صاحب نے'' کچھ دیر غیر مقلدین کے ساتھ'' کے نام سے کیا۔ خوب کیا اور خوب چلا (عباسی صاحب محفل میں تشریف فرما تھے۔ سن کر زیر لب مسکراتے رہے۔ کچھ عرصہ بعد اس مخصوص طبقہ نے پینترا بدلا اور یہ پروپیگنڈا شروع کیا کہ میری کتاب میں دیئے گئے حوالے درست نہیں۔ لوگوں نے مجھ سے سوالات شروع کر دیئے۔ میں نے انہیں بہتیرا سمجھایا کہ یہ تو انہی سے پوچھا جائے کہ کس صفحے کا کون سا حوالہ درست نہیں؟ میں کیا پوری کتاب کے ایک ایک حوالے کی وضاحت کرتا رہوں گا۔ لوگوں نے مان کے نہ دیا تب میں نے مجبور ہو کر ''صور تنطق'' (بولتی تصویریں یا بولتے عکس) کے نام سے تیسری کتاب لکھی اور اس میں تمام حوالوں کا عکس چھاپ دیا۔ اب گویا پوری لائبریری ہر ایک کے ہاتھ آگئی۔ جو چاہے تسلی کرے اور جو چاہے مخالفین کا تعاقب کرے۔ اب تو میں

جہاں جاتا ہوں لوگ مجھے ''مناظر اسلام'' کا خطاب دیتے حالانکہ میں نے ایک بھی مناظرہ نہ کیا تھا۔اس پر میں نے یہ طریقہ شروع کیا کہ پہلے آدھا گھنٹہ بیان کرتا پھر آدھا گھنٹہ حاضرین کو سوالات کا موقع دیتا۔یہ طریقہ بہت مقبول ہوا۔بہت سے لوگوں کی اصلاح ہوئی۔بہت سوں کو حنفیت ،احناف اور فقہ حنفی کی حقانیت پر کامل ایمان نصیب ہوا۔جو ان شاء اللہ میرے لئے صدقہ جاریہ ہے۔اب پورے خلیج میں میری یہ کتابیں گھر گھر پڑھی جاتی ہیں اور مخالفین کے پھیلائے ہوئے زہر کے تریاق کا کام دیتی ہیں۔''

حضرت کے ٹھہر ٹھہر بولنے کا انداز ، ہندوستانی حضرات کے لب و لہجے کا مخصوص رچاؤ،روداد کی دلچسپی اور افادیت،سمندری ہوا کے خوشگوار جھونکے،سمندر کی اٹھکیلیاں کرتے ہوئے موجوں پر جمی محفل،سچ پوچھیے تو لطف ہی آ گیا۔''اس کے بعد میں نے اسی موضوع کو آگے بڑھاتے ہوئے مزید کتابیں لکھیں۔میں سمجھتا ہوں کہ اللہ تعالیٰ نے اکابر سے عقیدت و محبت کے صدقے یہ موضوع میرے لئے آسان کردیا ہے۔ان کتابوں کے نام یہ ہیں:

1-وقفة مع معارضی شیخ الاسلا م ۔(کچھ دیر شیخ الاسلام ابن تیمیہؒ کے مخالفین کے ساتھ)

2------

قارئین کرام ! آپ کو بھی یقیناً اشتیاق ہو گا کہ ان شخصیت کا نام جانیں' آپ میں سے بہت سوں نے تو اس مضمون کے ساتھ لگے سرورق سے ان کا نام پڑھ لیا ہو گا۔جی ہاں !! انکا نام نامی حضرت مولانا ابوبکر غازی پوری ہے۔جو ایک مخصوص طبقے کی

طرف سے علمائے دیوبند اور احناف پر اعتراض کا ترکی بہ ترکی جواب دینے میں ہند و پاک میں بہت بڑا نام سمجھے جاتے ہیں۔ حضرت گزشتہ ہفتے انڈیا سے پاکستان تشریف لائے تو متعدد محفلوں میں ان سے فیضاب ہونے کا موقع ملا۔ غازی پور کے تو وہ ہیں ہی، ماشاءاللہ تن ونوش سے بھی وہ غازی معلوم ہوتے ہیں۔ بے تکلفی، برجستہ گوئی اور خوش مزاجی تو آپ پر ختم معلوم ہوتی تھی جس کی بنا پر حضرت کی صحبتیں یادگار رہیں گی۔ اللہ تعالیٰ حضرت کی صحت و معمولات میں برکت نصیب فرمائے اور ان کے فیض کو عام و تام فرمائے۔ آمین

یہ تھا عالم اسلام کے مشہور مصنف و محقق مناظر اسلام حضرت مولانا ابوبکر غازی پوری صاحب کے متعلق مایہ ناز قلم کار ابولبابہ شاہ کا خراج تحسین جو کہ ہفت روزہ ضرب مومن کے رنگین صفحات کی زینت بنا۔ مولانا غازی پوری کے سفر پاکستان کی یہ ایک مجلس کا ذکر تھا۔ اس جیسی بیسیوں مجالس ان کے وجود کی برکت سے گزشتہ دنوں ارباب علم و دانش نے دیکھیں اور ان کے سینکڑوں نکات علمیہ اصحاب علم و فضل نے سنے اور نخلستان علوم نبوت کے بلبلوں نے انکی محفلوں کے انوارات کو جذب کیا۔

کچھ انہی محافل اور شہنشاہ علم کے اسی تاریخی سفر کی روئیداد سنانے کیلئے میں بھی قلم و قرطاس سے رشتہ جوڑنا فخر سمجھتا ہوں۔ اور اسی تاریخی سفر اور پر انوار محفلوں کے کچھ انوارات اور خورشید علم کی کچھ ضیا پاشیاں قارئین قافلہ حق کو بھی دکھانا چاہتا ہو۔ شاید آپ کو معلوم نہ ہو لیکن ایک کثیر متلاشیان محافل علم کی ابھی بھی موجود ہے جنہوں نے سید المناظرین حضرتِ اوکاڑوی کی مجالس علمیہ کی لذت چکھی ہے اور ان کے قلوب اسی لذت سے ابھی بھی آشنا ہیں۔ مولانا اوکاڑوی کی مجالس شاید اپنے زمانہ کی سب

سے بڑی اور انوکھی علمی مجالس ہوا کرتی تھیں۔وہ جہاں جاتے اپنی محفل سجا لیتے اور ارباب فکر ونظر پروانوں کی طرح دیوانہ واران کے ارد گرد سر جھکائے دیکھے جاتے مجددّ جہاد امیر المجاہدین مولانا مسعود اظہر حفظہ اللہ تعالیٰ نے اپنے مضمون میں خوب کہا ''ان کی مجلس سدا بہار تھی ہر مجلس میں نیا جوہر کھلا'' کراچی کے اکابر کی مجالس میں وہ علمی دولھا ہوا کرتے تھے''۔

عارف باللہ محقق بے بدل مولانا فضل الرحمٰن دھرم کوٹی کے وہ کلمات ابھی بھی میرے کانوں میں گونج رہے ہیں جوانہوں نے تعزیتی جلسہ سے خطاب کرتے ہوئے فرمائے تھے ''علم کی محفلیں اجڑ چکی ہیں اب کوئی ان کو بسانے والا نہیں رہا''۔

خیر غازی پوری صاحب''

ہماری بزم میں ہوئی تھیں رونقیں تم سے کوئی نہ ڈالے گا اس جا قدم تمہارے بعد کچھ تشنگی تو دوری ہوئی اگر چہ معاملہ کچھ یہاں بھی یہ ہی تھا۔

تمہارے در میں ہمیشہ جو سرنگوں ہی رہا نہ ہو سکا کسی در پر خم تمہارے بعد

مولانا غازی پوری لاہور تشریف لائے کچھ دن شہرہ آفاق کتاب'' حدیث اور اہلحدیث '' کے مصنف مولانا نعیم الدین کے ہاں قیام فرمایا وہاں سے حضرت والا کا سفر شروع ہوا مولانا نعیم الدین کی وساطت سے سرگودھا کے مشہور مدرسہ مفتاح العلوم کو وقت دئے چکے تھے۔جبکہ اگلا شیڈول اتحاد اہل السنۃ والجماعۃ کے ناظم اعلی مناظر اسلام حضرت مولانا محمد الیاس گھمن نے طے کرنا تھا۔چنانچہ 26 مئی بروز ہفتہ یہ قافلہ مولانا الیاس گھمن کی قیادت میں صبح 7 بجے لاہور سے چل کر دس بجے مفتاح العلوم سرگودھا پہنچا۔

یہاں بہت سے علمی احباب اطراف سے حضرت غازی پوری صاحب کی زیارت وملاقات کے اشتیاق میں آئے ہوئے تھے۔جن میں معروف مصنف مولانا عبدالقیوم حقانی ،مولانا قاری قیام الدین الحسینی ،مفتی ابن مفتی حضرت مولانا مفتی سید عبدالقدوس ترمذی کانام نمایاں ہے۔وہاں حضرت نے بیان فرمایااوردوپہر کا کھانا اور پھر آرام کرنے کے بعد چار بجے کے قریب مولانا الیاس مدظلہ کے ساتھ مرکز اہل السنۃ والجماعۃ سرگودھا کے لئے روانہ ہوئے ۔یہاں کچھ مرکز کے حوالے سے چند ضروری معلومات لکھنا چاہتا ہوں۔مرکز اہل السنۃ کی بنیاد آج سے تقریباً پانچ سال قبل سرگودھا سے لاہور کی طرف جاتے ہوے چودہ کلومیٹر سرگودھا سے باہر چک نمبر 87 جنوبی میں رکھی گئی۔یہ مرکز مولانا کے آبائی گاؤں میں واقع ہے۔مولانا کے والد ماجد حافظ شیر بہادر مرحوم نابینا تھے اور جید قاری قرآن تھے۔پچیس سال سید عنایت اللہ شاہ گجراتی کے مدرسہ میں پڑھاتے رہے۔جب انہوں نے امت مسلمہ کے اجماعی مسئلہ حیات انبیاءعلیہم السلام کا انکار کیا تو استعفی دے کر یہاں آکر قبرستان کے قریب قرآن کریم کی تعلیم دینے لگے۔آپکی قبر بھی یہی بنی ،خدارحمت کنند ایں عاشقان پاک طینت را۔والد ماجد کی غیور طبیعت ہی مولانا الیاس کے اندر منتقل ہوئی مشہور قول ہے

الولد سر لابيه ،خير

مرکز اہل السنۃ والجماعۃ کا طرز عام مدارس سے ہٹ کر ہے۔مرکز تحقیق و تصنیف کے میدان میں امت مسلمہ کی راہنمائی کی ذمہ داری نبھا رہا ہے۔چار سال سے مرکز میں مناظر اسلام وکیل احناف شیخ القرآن والحدیث حضرت مولانا منیر احمد منور صاحب دامت برکاتہم امیر اتحاد اہل السنۃ والجماعۃ پاکستان شعبان رمضان میں دورتفسیر قرآن کریم کرواتے ہیں۔ملک کے دور دراز سے آئے ہوئے متلاشیان علم کو

قرآنی معارف تفسیری اسرار و رموز سے روشناس کرواتے ہیں۔ چار سال سے ہی مرکز میں جون اور جولائی میں صراط مستقیم کورس ہوتا ہے۔ جس میں چالیس دنوں میں سکول کالج کے طلبا و اساتذہ کو دینی تعلیم و تربیت دی جاتی ہے۔ نیز جب سے مولانا الیاس گھمن اتحاد اہل السنۃ والجماعۃ کے ناظم اعلیٰ مقرر ہوئے ہیں تو آپ کے اس مرکز کو اتحاد کے مرکز ہونے کا شرف بھی حاصل ہے، اتحاد اہل السنۃ کے تحت علما فضلاء کا ایک سالہ تخصص تخصص فی التحقیق والدعوۃ بھی اسی مرکز میں ہو رہا ہے۔ پندرہ فضلاء کرام شریک ہیں۔ اور دو اساتذہ بندہ اور علامہ عبدالغفار ذھبی مستقل اسباق پڑھا رہے ہیں۔

اس کورس میں ایک سال میں اصول حدیث، جرح و تعدیل، اسماء الرجال ،اصول مناظرہ تقابل ادیان پر مشتمل مضامین پڑھائے جاتے ہیں۔ اسباب کے فقدان کے پیش نظر اس سال صرف پندرہ علماء کو اسمیں داخلہ مل سکا۔ اگلے سال انشاء اللہ تعداد بڑھا دی جائے گی۔ بحمد اللہ حق تعالیٰ نے اس تخصص کو انتہائی مقبولیت سے نوازا ہے۔ بڑے بڑے ارباب علم میں سے بعض کو تمنا کرتے یہ سنا گیا کہ کاش ہمارے پاس وقت ہوتا اور ہم بھی یہ تخصص کرتے، مرکز ہی میں شعبہ تحقیق و تصنیف قائم ہے۔ جس میں بندہ اور علامہ ذھبی مختلف اوقات میں تصنیفی خدمات میں مشغول رہتے ہیں۔ نیز باہر سے برآمدہ سوالات اور خطوط کے جوابات کا بھی بحمد اللہ مرکز انتظام کرتا ہے۔ اور انٹرنیٹ پر ہفتہ میں دو بیان بھی بروز اتوار اور بدھ رات ساڑھے دس بجے ہوتے ہیں۔ جن بیانات سے پاکستان کے علاوہ عرب امارات سعودی عرب برطانیہ امریکہ وغیرہ کے مسلمان مستفید ہوتے ہیں۔ حضرت مولانا ابوبکر غازی پوری صاحب نماز عصر کے وقت مرکز پہنچے۔ مرکز کے طلبا نے حضرت کا پرتپاک استقبال کیا عصر کی جماعت تیار تھی۔ حضرت نے آتے ہی باجماعت نماز عصر ادا کی۔ بندہ کے

ذہن میں حضرت کا اور نقشہ تھا۔

بندہ نے نام تو حضرت اوکاڑوی کے ہاں رہتے ہوئے کئی بار سنا تھا بلکہ حضرت غازی پوری کے دو خط بھی حضرت اوکاڑوی کو لکھے تھے بندہ کی فائلوں میں اب بھی شاید محفوظ پڑے ہوں ۔آپ حضرت اوکاڑوی سے ملاقات کے لئے 1999 میں تشریف لائے تھے اور ایک ہفتہ لاہور میں ہی قیام رہا۔ملتان کا ویزہ نہ مل سکنے کی وجہ سے اس ملاقات کا ذکر انہوں نے اپنے اس مضمون میں کیا ہے جو''الخیر'' کی خصوصی اشاعت میں شامل ہے۔اور ہم اس مضمون کے آخر میں نقل کروانے والے ہیں ۔مولانا اوکاڑوی خود دو دن جامعہ مدنیہ میں رہے۔یوں دونوں احباب کی علمی مجالس لگتی رہی افسوس کہ میں جرم طفلی کی وجہ سے ان مجالس میں شریک نہ ہوسکا۔

خیر واپسی پر حضرت اوکاڑوی نے مجھے ان مجالس کی کچھ باتیں ضرور سنائی تھیں ۔ ان میں سے ایک یہ بھی تھی کہ آپکی ہر بات اس قابل ہے کہ ریکارڈ کی جائے اور لکھی جاے آپ کے لطائف سے بھی علم ٹپکتا ہے'' یہ رائے حضرت غازی پوری کی تھی حضرت اوکاڑوی کا معمول تھا کہ اکثر سفر سے واپسی پر بندہ دباتا رہتا اور حضرت اسی سفر کے چیدہ چیدہ واقعات سناتے رہتے ۔تو یہ بھی اسی معمول کا حصہ تھا۔خیر حضرت اوکاڑوی داغ مفارقت دے گئے اور جنت میں جابسے۔

اکاذیب علی زئی غیر مقلد (قسط نمبر 2)

﴿علامہ عبدالغفار ذھبی سابق غیر مقلد استاد شعبہ التخصص فی التحقیق والدعوۃ﴾

زبیر علی زئی کے مزید دس جھوٹ

تنبیہ: علی زئی لکھتا ہے کہ اس روایت کی سند میں ابو بکر بن عیاشؒ راوی ہے جس کی تمام روایات صحیح بخاری میں متابعۃً ہیں۔ اسے جمہور نے ضعیف قرار دیا ہے۔ بلفظہ
(امین اوکاڑوی کا تعاقب للعلیزئی ص 31 طبع 2005)

نیز لکھتا ہے کہ ابو بکر بن عیاش اور صحیح بخاری: نیز لکھتا ہے کہ بعض لوگوں نے کہا کہ ابو بکر بن عیاش صحیح بخاری کے راوی ہیں لہذا انکی روایات کو ضعیف قرار دینا صحیح نہیں ہے ان اشکال کا جواب یہ ہے کہ صحیح بخاری میں راویوں کی دو طرح کی روایات ہیں۔

1- اصول میں 2- شواہد و متابعات میں۔ اسمیں قسم اول کے راوی بلا شبہ ثقہ و حجت ہیں اور انکی روایات صحیح ہیں۔ بشرطیکہ ان میں شذوذ یا علتِ قادحہ نہ ہو۔ مگر قسم ثانی کی روایات کو صحیح قرار دینا غلط ہے [دیکھے مقدمہ ابن الصلاح (علوم الحدیث)ص ۱۱۰ نوع ۱۵

نور العینین لعلی زئی ص 181 ط 2002]

اسکے بعد 20 روایات کو صحیح بخاری کے حوالے سے ذکر کیا ہے۔ آخر میں لکھتا ہے اس تفصیل سے ثابت ہوا کہ جناب ابو بکر بن عیاش کی صحیح بخاری میں تمام روایات شواہد و متابعات پر مشتمل ہیں ۔بلفظہ (نور العینین للعلیزئی

ص181.182.186.187)

علی زئی جھوٹ نمبر 11: علی زئی لکھتا ہے کہ 1- جنائز ب 96 ج 1 ص 186 مقطوع تابعی کا قول۔ نیز لکھتا ہے کہ 1- اثر تابعی ابو بکر بن عیاش عن سفیان التمارؒ۔ اس روایت میں عیسیٰ بن یونس ثقہ نے ابو بکر بن عیاش کی متابعت تامہ کر رکھی ہے۔ مصنف ابن ابی شیبہ ج 3 ص 334 بلفظہ (نور العینین ص 183.184)

تبصرہ: قال ابوشعیب وابوزبیر امام بخاریؒ نے باب ماجاء فی قبر النبی ﷺ وابی بکرؓ وعمرؓ الخ

قائم فرما کر اس باب میں حدثنا محمد قال اخبرنا عبداللہ قال اخبرنا ابوبکر بن عیاش عن سفیٰن التمار الحدیث تخریج فرمائی ہے (صحیح بخاری ج 1 ص 186 ط کراچی ص 109 ط الریاض)

فلھذا ابو بکر بن عیاش کا مذکورہ طریق بخاری میں اصالتہً ہے اور جو علی زئی کذاب مصنف ابن ابی شیبہ کے حوالے سے من طریق عیسیٰ بن یونس ذکر کیا ہے وہ متابعتہً ہے نہ کہ اصالتہً۔

جب کہ علی زئی نے تصریح کر رکھی ہے کہ ابوبکر بن عیاش کی تمام روایات صحیح بخاری میں متابعتہً ہیں (تعاقب ص 31) فلا خر بالتحقیق والیقین یہ علی زئی کذاب کا واضح جھوٹ ہے لعنۃ اللہ علی الکاذبین

علی زئی جھوٹ نمبر 12: علی زئی لامذہب لکھتا ہے کہ 6 ابواب الاعتکاف ب 17 ج 1 ص 274 نیز لکھتا ہے کہ 6: مرفوع ابوبکر عن ابی حصین عن ابی صالح عن ابی ہریرۃؓ۔ الخ

اس روایت کے متعدد صحیح شواہد موجود ہیں۔ مثلاً ابوداود نسخہ مجتبائی ج 1 ص 341 ح 2463 عن ابی رافع عن ابی بن کعبؓ۔ اس کی سند صحیح ہے اسے ابن خزیمہ، ابن حبان، حاکم اور ذہبی نے صحیح کہا ہے۔

شاہد نمبر 2: حمید عن انسؓ سنن ترمذی وقال حسن صحیح غریب وصححہُ ابن حبان، موارد 918 والحاکم والذھبی وغیرھمُ بلفظہ نور العینین 184.183)

تبصرہ: قال ابوزبیر امام بخاریؒ نے باب الاعتکاف فی العشر الاوسط من رمضان قائم فرما کر حدثنا عبداللہ بن ابی شیبہ ثنا ابوبکر عن ابی حصین عن ابی صالح عن ابی ہریرہؓ الحدیث (بخاری ج 1 ص 274 ط کراچی، وص 159 ح 2044 ط الریاض) میں اسکو اصالۃً تخریج فرمایا اور اس باب میں یہی حدیث ذکر کی ہے اور ابوداود، ترمذی وغیرہما کی روایات شاہد ہیں نہ کہ متابعۃً جبکہ علی زئی دجال نے تصریح کر رکھی ہے کہ ابوبکر بن عیاش کی تمام روایات صحیح بخاری میں متابعۃً ہیں۔ فلھذا بالتحقیق والیقین صحیح بخاری کی روایت اصالتاً ہے نہ کہ متابعۃً یہ علی زئی کذاب کا روز روشن کی طرح واضح جھوٹ ہے

لعنۃ اللہ علی الکاذبین

علی زئی جھوٹ نمبر 13: علی زئی لکھتا ہے 7۔ جہاد ب 70 ج 1 ص 404

نیز لکھتا ہے

7: مرفوع ابوبکر عن ابی حصین عن ابی صالح عن ابی ہریرہؓ: الخ صحیح بخاری کے اسی صفحہ پر عبداللہ بن دینار عن ابی صالح عن ابی ہریرہؓ الخ کی سند سے یہی روایت موجود ہے اسے متابعت قاصرہ کہا جاتا ہے لہذا ثابت ہوا کہ ابوبکر بن عیاش اس روایت کے ساتھ منفرد نہیں ہیں بلفظہ نور العینین ص 185.183)

تبصرہ: امام بخاریؒ نے باب الحراسۃ فی الغزو فی سبیل اللہ عزوجل قائم فرما کر اس باب میں حدثنا یحییٰ بن یوسف ثنا ابوبکر عن ابی حصین عن ابی صالح عن ابی ہریرۃؓ الحدیث تخریج فرمائی بخاری ص404 ط کراچی و ص232 ح2886 ط الریاض)

اسکے بعد امام بخاریؒ نے عبداللہ بن دینار عن ابی صالح عن ابی ہریرۃؓ الحدیث کے طریق کو ذکر کیا ہے مگر اس موقع پر ابوبکر بن عیاش کا طریق اصالۃً ہے اور عبداللہ بن دینار کا متابعتِ قاصرہ ہے نہ کہ اصالۃً جبکہ علی زئی اکذب الناس نے تصریح کر رکھی ہے کہ ابوبکر بن عیاش کی تمام روایات صحیح بخاری میں متابعۃً ہیں۔ فلھذا با لتحقیق والیقین یہ علی زئی کا سیاہ جھوٹ ہے۔ لعنۃ اللہ علی الکاذبین

جھوٹ نمبر 14: علی زئی غیر مقلد لکھتا ہے کہ 8 مناقب ب 1 ج 1 ص 496 اثر صحابی کا قول۔ نیز لکھتا ہے کہ 8۔۔ موقوف اثر صحابی، ابوبکر عن ابی حصین عن سعید بن جبیر عن ابن عباسؓ۔۔ الخ یہ صحابی کا قول ہے لہذا صحیح بخاری کے اصل موضوع سے خارج ہے بلفظہ نور العینین ص 185.183)

تبصرہ: امام بخاریؒ نے باب المناقب وقول اللہ تعالیٰ یایھا الناس الخ۔۔۔ قائم فرما کر اس آیت کی تفسیر میں حدثنا خالد بن یزید الکاھلی قال حدثنا ابوبکر عن ابی حصین عن سعید بن جبیر عن ابن عباسؓ الحدیث۔۔ بخاری ج 1 ص 496 ط کراچی و ص 285 ح 3489 ط الریاض)

امام بخاریؒ نے ابوبکر بن عیاش کے طریق کو اصالۃً تخریج فرمایا ہے یاد رہے امام بخاری، امام مسلم وغیرھما کے نزدیک صحابی کی تفسیر مسند و مرفوع حدیث کے حکم میں ہے مثلاً (وتفسیر الصحابی عندھما مسند، وتفسیر الصحابی مرفوع) مستدرک حاکم ج 1 ص

123 وفی نسخۃ ص 211 ومعرفت علوم الحدیث ص 20 وتقریب مع التدریب للنوویؒ ج 1 ص 156 وتدریب مع التقریب للسیوطیؒ ج 1 ص 157 وغیرھا)

حضرت ابن عباس کی یہ تفسیری روایت ان ائمہ کے نزدیک حکماً مرفوع ومسند حدیث کے حکم میں ہے اور صحیح بخاری کے اصل موضوع کے مطابق ہے مگر علی زئی کی یہ جہالت علم حدیث واصول حدیث کو دیکھئے کہ مسند ومرفوع حدیث جو بتصریح ائمہ خصوصاً امام بخاری وامام مسلمؒ وغیرھما مرفوع کو موقوف قرار دے کر صحیح بخاری کے اصل موضوع سے خارج کرنے کی ناکام کوشش کی ہے فلاّ خر یہ ابوبکر بن عیاش کا طریق اصالۃً ہے نہ کہ متابعۃ۔۔ جبکہ علی زئی دجال نے تصریح کر رکھی ہے کہ ابوبکر بن عیاش کی تمام روایات صحیح بخاری میں متابعۃً ہیں۔ فلھذا بالتحقیق والیقین علی زئی غیر مقلد کا یہ سفید ہی نہیں بلکہ سیاہ جھوٹ ہے۔

لعنۃ اللہ علی الکاذبین۔

علی زئی جھوٹ نمبر 15: علی زئی لکھتا ہے کہ 9۔ تفسیر سورۃ آل عمران ب 12 (والصحیح ب 13۔ ذ) ج 2 ص 655 اثر صحابی کا قول۔ نیز لکھتا ہے کہ 9۔۔ موقوف اثر صحابی: ابوبکر عن ابی حصین عن ابی الضحٰی عن ابن عباسؓ۔۔۔ الخ صحیح بخاری کے اسی صفحے پر اسرائیل (بن یونس) نے ابوبکر کی متابعت تامہ کر رکھی ہے بلفظہ نورالعینین ص (185.183

تبصرہ: امام بخاریؒ نے باب ان الناس قد جمعوا الکم وفی نسخۃ قولہ الذین قال لھم الناس ان الناس قد جمعوا الکم فاخشوھم الایۃ۔۔ قائم فرما کر اصالۃً حدثنا احمد بن یونس اراہ قال حدثنا ابوبکر عن ابی حصین عن ابی الضحٰی عن ابن عباسؓ حسبنا اللہ ونعم الوکیل قالھا ابراھیمؑ

حین القی فی النار وقالھا محمد ﷺ الحدیث ۔تخریج فرمائی ہے ۔(صحیح بخاری ج 2 ص655ط کراچی وص375ح4563ط الریاض) یہ حدیث مرفوع ہے موقوف نہیں کیونکہ جملہ قالھا محمد ﷺ بصراحت ہے اور من طریق اسرائیل عن ابی حصین موقوف ہے ۔قارئین کرام علی زئی غیر مقلد صاحب سے پوچھیں کہ کیا ان کے پاس سرمہ نہیں ہے انہیں چاہیے کہ آنکھوں میں سرمہ بھی ڈالیں اور ماہر امراض چشم کے پاس بھی جائیں تاکہ انہیں یہ حدیث مرفوع نظر آسکے ۔کذب بیانی بھی کر رہے ہیں اور اس پر سینہ زوری بھی ۔فلھذا بالتحقیق والیقین امام ابوبکر بن عیاش الکوفی کا طریق اصالۃ ہے نہ کہ متابعۃً ہے ۔جبکہ علی زئی دجال نے تصریح کر رکھی ہے کہ ابوبکر بن عیاش کی تمام روایات صحیح بخاری میں متابعۃً ہیں ۔یہ علی زئی کذاب دجال کا سفید ہی نہیں بلکہ سیاہ ترین جھوٹ ہے ۔لعنۃ اللہ علی الکاذبین ۔

علی زئی جھوٹ نمبر 16: علی زئی لکھتا ہے 10 ۔تفسیر سورۃ الحشر ب4 (والصحیح ب 5 ۔ذ) ج 2 ص725 اثر صحابی کا قول ۔نیز لکھتا ہے کہ 10 موقوف اثر صحابیؓ .. ابوبکر عن حصین عن عمرو بن میمون قال قال عمر رضی اللہ عنہ .. الخ صحیح بخاری میں ہی جریر بن عبد الحمید ج 1 ص187 (والصحیح ص 186 ۔ذ) اور ابو عوانہ ج 1 ص 524 نے اس روایت میں ابوبکر بن عیاش کی متابعت تامہ کر رکھی ہے ۔بلفظہ نور العینین ص (185.183

تبصرہ: امام بخاریؒ نے باب قولہ والذین تبوؤ الدار والایمان قائم فرما کر اس کی تفسیر میں حدثنا احمد بن یونس قال حدثنا ابوبکر عن حصین عن عمرو بن میمون قال قال عمرؓ (الحدیث) تخریج ونقل فرمائی ہے ۔صحیح بخاری ج 2 ص725ط کراچی وص418ح

4888ط الریاض) اور امام بخاریؒ اور امام مسلمؒ کے نزدیک صحابی کی تفسیر مسند و مرفوع حدیث کے حکم میں ہے کمافی (مستدرک للحاکم ج1ص 123، وفی نسخۃ ص211 و معرفت علوم الحدیث للحاکم ص20 وغیرھما) امام بخاریؒ نے اسکو حکماً مرفوع و مسند سمجھ کر اپنی صحیح میں اصالۃً احتجاجاً تخریج فرمایا مگر زبیر علی زئی جو علم حدیث و اصول حدیث سے جاہل ہے اسکو موقوف قرار دیتا ہے ۔حالانکہ یہی حدیث صحیح بخاری ج 1ص 187.186 ط کراچی وص109ح1392ط الریاض اور ص301ح 3700وص 601ح7207پر مرفوع بھی موجود ہے ۔اور یہ علی زئی کی واضح جہالت ہے۔جبکہ علی زئی دجال نے تصریح کر رکھی ہے کہ ابوبکر بن عیاش کی تمام روایات صحیح بخاری میں متابعۃً ہیں۔یہ علی زئی کا واضح جھوٹ ہے۔

لعنۃ اللہ علی الکاذبین۔

علی زئی جھوٹ نمبر 17:علی زئی لکھتا ہے کہ 11۔فضائل القرآن ب 7ج 2اور ص 748 یہ روایت نمبر 6پر گزر چکی ہے نیز لکھتا ہے کہ 11.مرفوع۔یہ روایت 6پر گزر چکی ہے(نورالعینین ص185.183)

تبصرہ:امام بخاریؒ نے باب کان جبرئیل یعرض القران علی النبی ﷺ الخ۔قائم فرما کر اس باب میں حدثنا خالد بن یزید قال حدثنا ابوبکر عن ابی حصین عن ابی صالح (ذکوان)عن ابی ہریرۃؓ (الحدیث)تخریج فرمائی ہے۔بخاری ج 2ص 748ط کراچی وص 433ح4998ط الریاض)جو حکماً اصالۃً ہے علی زئی نے جو ابوداود و ترمذی وغیرھما کی روایتوں کو شواہد کے طور پر بیان کیا ہے وہ شاہد ہیں جب کہ امام بخاری کی پیش کردہ حدیث ان کے مقابلے میں اصالۃً ہے۔جبکہ علی زئی دجال نے تصریح کر رکھی ہے کہ

جاتے تھے۔

یہ سلسلہ ۱۴۱۲ھ تک رہا اس کے بعد چند سال مدرسہ عائشہ صدیقہ للبنات میں صحیح بخاری اور شرح معانی الآثار کا درس دیا۔ اسی اثنا میں تقریباً دو ڈھائی سال کے عرصہ تک مدرسہ معہد الخلیل الاسلامی بہادر آباد میں اساتذہ کی ایک جماعت کو بھی درس دیتے رہے۔
حضرت مولانا کی شخصیت علم وفضل زہد وتقوی میں بے مثال تھی۔ وسعت مطالعہ کے ساتھ تحقیق وتدقیق کے میدان میں مولانا کو بہت اونچا مقام حاصل تھا۔ خصوصاً فن رجال میں اس دور کے اندر مولانا کا کوئی ثانی نہ تھا۔ علم حدیث سے حضرت کو بڑا گہرا شغف تھا اور زندگی کا بڑا حصہ علم اصول حدیث کی خدمت میں گزار دیا۔ محدث ابوعبداللہ حاکم نیشاپوریؒ کی مشہور زمانہ کتاب ''المدخل'' پر آپ کا شاہکار تبصرہ اس پر شاہد عادل ہے۔ نیز ''امام ابن ماجہ اور علم حدیث'' آپ کی اس قدر عمدہ تصنیف ہے کہ اس کی جس قدر تعریف کی جائے کم ہے اگر آج طلباء اس کے مطالعہ کو معمول بنالیں تو فن حدیث کے متعلقات میں صلاحیت پیدا ہوسکتی ہے ''**ماتمس الیہ الحاجة لمن یطالع سنن ابن ماجہ**'' جواب بلا دعرب میں الامام ابن ماجہ وکتابہ السنن'' کے نام سے چھپ چکی ہے حضرت کے علمی مقام کی بہت بڑی دلیل ہے۔ اور حیرت انگیز بات یہ ہے کہ تین سو صفحات سے زائد یہ کتاب حضرت نے بیس دن سے کچھ اوپر میں تصنیف فرمائی جبکہ تدریس وتعلیم کے دوسرے مشاغل بھی جاری تھے۔ شیخ عبدالفتاح ابوغدہؒ مقدمہ کتاب میں بات کا ذکر کرنے کے بعد تحریر فرماتے ہیں کہ

''**ولکن لا غرابة فی ذالک فقد کان فی شبابه نشیطاد ائبا فی العقل لا یعرف الکلل فی الملل مع ما عطاہ اللہ تعالی من ذکا نادر وفهم ثاقب واطلاع واسع علی کتب الحدیث ومتعلقاته وعلی مواضع الفوائد الحدیثیة وا لاصولیة المنشورة فی نشتی الکتب .**

نورالعینین ص186.183)

تبصرہ: امام بخاریؒ نے باب ما یتقی من فتنۃ المال الخ۔ قائم فرما کر حدثنی یحیٰی بن یوسف قال حدثنا ابوبکر (بن عیاش) عن ابی حصین عن ابی صالح عن ابی ہریرۃؓ۔ الحدیث تخریج فرمائی ہے۔ (صحیح بخاری ج2 ص952 ط کراچی وص540 ح6435 ط الریاض)

امام بخاریؒ نے اس حدیث کو اصالۃً نقل فرمایا نہ کہ متابعۃً اور نمبر 7 والی روایت میں بھی امام بخاریؒ نے پہلے امام ابوبکر بن عیاش کے طریق کو تخریج فرمایا پھر متابعت میں عبداللہ بن دینار کے طریق کو ذکر کیا۔ جبکہ علی زئی دجال نے تصریح کر رکھی ہے کہ ابوبکر بن عیاش

کی تمام روایات صحیح بخاری میں متابعۃً ہیں۔ بالتحقیق والیقین یہ علی زئی کذاب ودجال کا واضح جھوٹ ہے۔ لعنۃ اللہ علی الکاذبین۔ علی زئی جھوٹ نمبر 20: علی زئی لکھتا ہے کہ 16 الرقاق ب 14 (واالصحیح ب 15۔ ذ) ج 2 ص 954 نیز لکھتا ہے کہ 16۔ مرفوع ابوبکر عن ابی حصین عن ابی صالح عن ابی ہریرۃؓ۔ الخ اس روایت میں دو ثقہ راویوں نے ابو صالح کی متابعت تامہ کر رکھی ہے۔ (1) الاعرج صحیح مسلم ج1 ص336 (2) یزید بن الاصمؒ مسند احمد ج 2 ص543.540.539 وغیرہ بلفظہ نورالعینین ص186.183)

تبصرہ: امام بخاریؒ نے باب الغنیٰ غنی النفس الخ۔ قائم فرما کر اصالۃً حدثنا احمد بن یونس قال حدثنا ابوبکر قال حدثنا ابوحصین عن ابی صالح عن ابی ہریرۃؓ۔ الحدیث تخریج فرمائی ہے۔ صحیح بخاری ج2 ص954 ط کراچی وص541 ح6446 ط الریاض)

امام بخاریؒ کی حدیث اصالۃً ہے نہ کہ متابعۃ ۔اور صحیح مسلم و مسند احمد کی روایت متابعۃ ہے نہ کہ اصالۃ جب کہ علی زئی نے تصریح کر رکھی ہے کہ ابوبکر بن عیاش کی تمام روایات صحیح بخاری میں متابعۃ ہیں ۔یہ علی زئی کذاب بلکہ اکذب الناس کا واضح ترین جھوٹ ہے۔لعنۃ اللہ علی الکاذبین۔

تنبیہ: قال ابوزبیر،علی زئی کذاب نے ابوبکر بن عیاش کی متابعات کو بیان کرتے ہوئے ابو صالح کی دو راویوں سے متابعت تامہ ثابت کر رہا ہے جو کہ اسکے حافظے کی خرابی کی واضح دلیل ہے۔قارئین کرام علی زئی کذاب کو مشورہ دیں کہ وہ کسی دماغ کے ماہر ڈاکٹر سے علاج کروائیں ۔نوٹ: یہ اکاذیب علی زئی کی کتاب نور العینین کے صرف ایک صفحہ کے ہیں اور یہ اسکی تحقیق کے مطابق ہیں ۔اوران کی دوسری کتابوں کا بھی یہی حال ہوگا۔ہم انشاء اللہ ان کا بھی جائزہ لیں گے۔ واللہ اعلم بالصواب۔

نشان نجات

سنن ابوداؤد کی ایک صحیح حدیث شریف میں رسول اللہ ﷺ نے اپنی امت کے تہتر (۷۳) فرقوں میں بٹ جانے کی پیشین گوئی فرمائی اور پھر فرمایا ان تہتر میں سے (۷۲) جہنم میں جائیں گے ایک جنت میں۔نجات پانے والی جماعت کے بارے میں فرمایا ما انا علیه واصحابی میرے اور میرے صحابہ کے طریقے پر چلنے والے پھر آپؑ نے اپنے طریقے کو سنت فرمایا علیکم بسنتی (الحدیث) اور صحابہ کو جماعت فرمایا تو ناجی یہی اہل سنت والجماعت ہوئے۔

آراء طلباء التخصص فی التحقیق والدعوۃ (ادارہ)

ویسے تو بحمد للہ ہمارے مدارس میں جو درس نظامی پڑھایا جاتا ہے اس سے فارغ التحصیل ہونے والے طلباء میں اچھی استعداد پیدا ہوجاتی ہے لیکن مرور زمانہ اور طبائع کی کمزوری کی وجہ کچھ فنون میں تخصص کروائے جاتے ہیں تاکہ متعلقہ علوم میں اعلیٰ قسم کے اسپیشلسٹ تیار ہوسکیں ہمارے ملک میں اس قسم کے تخصصات عموماً چار موضوعات پر ہورہے ہیں۔(1)التخصص فی الحدیث:اس میں علم حدیث کے متعلق علوم پڑھا کر فن حدیث میں مزید استعداد بنائی جاتی ہے۔اس قسم کا سب سے کامیاب تخصص جامعۃ العلوم الاسلامیہ بنوری ٹاؤن کراچی کا جارہا ہے۔جہاں امام المحدثین مولانا عبدالرشید نعمانیؒ اپنی خدمات انجام دیتے رہے ہیں اوراب ان کے بھائی مولانا عبدالحلیم چشتی اس شعبہ کے رئیس ہیں۔

(2)التخصص فی الافتاء:اس میں فتوی نویسی کا فن سکھایا جاتا ہے۔یہ تخصصات اکثر علاقوں میں بڑے بڑے جامعات میں قائم ہے۔

(3)التخصص فی التکمیل :اس میں طلباء کو مزید کتب معقولہ کی تعلیم دی جاتی ہے مثلاً شمس بازغہ،حمداللہ،صدراوغیرہ پڑھا کر معقولات میں ماہر بنایا جاتاہے،اس سے اچھے مدرسین تیار ہوتے ہیں۔

(4)التخصص فی التحقیق الدعوۃ:یہ تخصص تحقیق وتصنیف دعوت وارشاد میں کامیاب افراد پیدا کرنے کیلئے ہے،تاکہ یہاں سے فارغ ہونے والے افراد احقاق حق اور ابطال باطل کا فریضہ بطریق احسن ادا کرسکیں ہمارے مرکز اہل السنۃ والجماعۃ سرگودھا

میں شوال ۱۴۲۷ھ میں تخصص شروع کیا گیا۔داخلہ محدود تھا صرف پندرہ طلبا کو داخلہ دیا گیا اور سال بھر (1) اصول حدیث (2) اصول جرح وتعدیل (3) فن اسماء الرجال (4) اصول مناظرہ (5) اصول تفسیر (6) اصول فقہ (7) دفاع فقہ اور فقہا (8) تردید اہل بدعت (9) دفاع صحابہؓ (10) حقانیتِ اسلام (11) ختم نبوت ۔جیسے اہم عنوانات پر بیسیوں کتب سے تیاری اور مراجعت کروائی گئی۔اب مرکز کے طلبا کی آرا پیش کی جاتی ہیں۔

ابوانس مولانا غلام اکبر جھنگوی :اس پرفتن دور میں جب ہر طرف سے دشمنان اسلام یعنی فرق ضالہ مضلہ کامل دین اسلام و اہل اسلام یعنی علمائے حق کے حقیقی و خوب صورت چہرہ پر گمراہی کی سیاہ چادر ڈالنا چاہتے ہیں تو اس دشمنان اسلام کے حملہ سے بچنے اور گمراہی کی سیاہ چادر کو پھاڑنے اور امت مسلمہ کو حقائق سے آگاہ کرنے کے لئے یہ تخصص فی الدعوۃ والتحقیق ریڑھ کی ہڈی کہ حیثیت رکھتا ہے۔

مولانا فیاض صادق :چند ماہ کے قلیل عرصہ میں مسلک حق اہل السنۃ والجماعۃ کی ترجمانی علم وحکمت اور حدیث وفقہ کے اسرار ورموز ،احقاق حق اور ابطال باطل کے علاوہ اصول حدیث ،اصول فقہ ،اصول مناظرہ ،اصول جرح وتعدیل ،اصول تفسیر ،دفاع صحابہؓ، دفاع فقہ وفقہا، حقانیت مذہب اہل السنۃ والجماعۃ ،حالات مصنفین ،جیسے عظیم مضامین کی تیاری کا موقع ملا جس نہج وطریق پر مرکز ھذا میں اصحاب علم ودانش گامزن ہیں ۔اسکی مثال محال ہے۔اللہ تعالیٰ اتحاد اہل السنۃ والجماعۃ کو حاسدین کے حسد سے محفوظ رکھے۔اور اس کے جملہ اراکین کو اتحاد واتفاق کے ساتھ اکابرین علماء

دیوبند کے نقش قدم پر چلنے کی توفیق عطا فرمائے۔تمام مدارس کے طلباء کرام سے گذارش ہے کہ فراغت کے بعد فرق باطلہ کے سامنے سد سکندری بننے کیلئے مرکز ھذ میں تخصص فی التحقیق والدعوۃ میں شرکت کریں

مولانا امان اللہ خان : مرکز اہل السنۃ والجماعۃ میں امسال شعبہ تخصص فی التحقیق والدعوۃ میں ہم نے یہ اسباق پڑھے۔اصول حدیث، اسماء الرجال، مسائل فرق باطلہ ،اصول فقہ،اصول مناظرہ وغیرہ الحمدللہ عمدہ اور اچھے اسباق پڑھے۔

مولانا قطب الدین : الحمدللہ اللہ کے فضل وکرم سے اور اساتذہ کی شفقت سے اور والدین کی دعاؤں سے ایک سال کے عرصہ میں وہ علوم وفنون پڑھے اور سنے جن کو عرصہ نو سال میں نہ سنا نہ دیکھا۔ہر مسئلے کے اصول پڑھنے کے بعد معلوم ہوا کہ حق اور سچ مذہب اہل السنۃ والجماعۃ احناف علماء دیوبند ہی ہے۔باری تعالیٰ سے دعا ہے کہ امیر اتحاد اہل السنۃ والجماعۃ پاکستان حضرت مولانا منیر احمد صاحب منور اور ناظم اعلیٰ اتحاد اہل السنۃ والجماعۃ حضرت مولانا محمد الیاس گھمن کو جزاء خیر عطا فرمائے۔

مولانا مقصود احمد : اصول حدیث اور حنفیت سے ناواقفیت ،واقفیت میں بدلی۔اور ناپید علم اسماء الرجال سے بہت معلومات حاصل ہوئیں۔بہت ساری کتب کے مطالعہ سے لطف اندوز ہوئے جس سے تحقیقی ذوق بنا اور اپنے مسلک کے دفاع کا جذبہ موجزن ہوا۔

مولانا محمد نواز : الحمدللہ اس شعبہ میں کام کی بے حد ضرورت تھی بالخصوص گمراہ کن فتنہ غیر مقلدیت کے بارے معلوم ہوا کہ اہل حدیث نہیں بلکہ منکرین حدیث ہیں۔اور

اس بات کا علم ہوا کہ جو علماء دیو بند کے ساتھ عقائد میں متفق نہیں وہ اہل السنۃ والجماعۃ سے نہیں۔

مولانا گل محمد: الحمد للہ اس مرکز میں بہت فائدہ ہوا سب سے پہلے مسئلہ حیات النبی ﷺ، مسئلہ وحدۃ الوجود، عذاب قبر، فن اسماء الرجال کو اس مرکز کی برکت سے اللہ تبارک وتعالیٰ نے تمام مسائل کو یاد کرنے کی توفیق دی۔ تمام طلبہ کو دعوت ہے کہ تخصص ضرور کریں۔

مولانا منیر جھنگوی: تخصص فی التحقیق والدعوۃ میں شریک ہونے سے قبل اس کی افادیت حاشیہ خیال میں بھی نہ تھی۔ وہ علوم وفنون جو اس وقت خال خال کسی مدرسہ میں ہوں ان کا حصول مجھے یہیں سے ہوا۔ مثلاً ان میں اسماء الرجال، اصول حدیث وفقہ وغیرہ۔

مولانا عمر دراز: بحمدہ تعالیٰ مرکز اہل السنۃ والجماعۃ کے زیر اہتمام منعقد کردہ ایک سالہ کورس بنام تخصص فی التحقیق والدعوۃ میں شرکت سے بہت سارے علوم سے تعارف و ابستگی ہوئی اور بہت زیادہ فائدہ ہوا۔ اللہ مرکز کو دن دوگنی، رات چوگنی ترقی عطا فرمائے۔

مولانا وسیع اللہ خان: تخصص کے فوائد ذوق مطالعہ، باطل کے سامنے ڈٹ جانا، ہر بات کو اصول کے ساتھ بیان کرنا اصول حدیث، اصول فقہ، اصول مناظرہ سے واقفیت غیر مقلدین کے جھوٹے ہونے کا علم یہ سب فوائد مرکز ھذا میں منجانب اللہ عطاء ہوئے۔

مولانا عبدالروف کراچی: فراغت کے بعد تخصص فی التحقیق والدعوۃ میں داخلہ کی سعادت نصیب ہوئی۔ کم عرصے میں نایاب مضامین سے واقفیت ہوئی مثلاً فن اسماء الرجال، اصول جرح وتعدیل، اصول حدیث، اصول فقہ، تقابل ادیان، فن مناظرہ وغیرہ۔

مولانا ابوبکراوکاڑوی: شعبہ تخصص میں ایسے فوائد حاصل ہوئے جس کا وہم وگمان بھی نہ تھا وہ چیزیں جن سے ناآشنا تھے اور فرق باطلہ کے عقائد باطلہ کھل کر سامنے آئے اور بے شمار کتب جن کے نام سے ناواقف تھے یہاں درساً پڑھی، اللہ اتحاد کو ترقی عطا فرمائے۔

قافلہ باطل سے قافلہ حق کی طرف

(مولانا ابن خان محمد)

اللہ تعالیٰ کے فضل وکرم اور ذمہ داران قافلہ حق اتحاد اہل السنۃ والجماعۃ کی تگ ودو سے قافلہ حق اپنی ترقی کی اوج ثریا کی طرف رواں دواں ہے۔اب تک باطل کو چھوڑ کر حق، کفر کو ترک کر کے اسلام، بدعت کو پھینک کر سنت کو اختیار کرنے والے بہت سے خوش قسمت حضرات کے اسماء گرامی قارئین کی نظر ہو چکے ہیں اور اس شمارہ میں بھی ایک ایسے خوش قسمت کا ذکر ہونے کو ہے جو نسل کے لحاظ سے ہی غیر مقلد تھے بلکہ انکا پورا گھرانہ بھی غیر مقلد تھا۔ان کی تعلیم وتربیت بھی غیر مقلدین کے مدارس سے ہوئی مگر جب اللہ تعالیٰ نے رحم وکرم فرمایا تو انہوں نے اعلان حق کیا اور کھل کر مذہب اہل السنۃ والجماعۃ احناف علماء دیوبند کے قافلہ حق میں بشمول ان کے تمام عقائد واعمال کے شرکت کا اعلان کیا۔

اور اپنے لیے گئے انٹرویو میں فرمایا کہ ہوش سنبھالنے کے بعد مسلک حقہ علماً اہل السنۃ والجماعۃ احناف کا علم نہ ہونے کی وجہ سے بمع اہل گھرانہ غیر مقلد رہا۔اور بدقسمتی سے سکول کے ٹیچرز بھی غیر مقلد تھے جو تعلیم کی آڑ میں عقائد باطلہ کا اظہار کرتے ۔بعد ازاں لاہور میں تعلیم شروع کی اور جب اساتذہ نے فارسی ،صرف نحو کی تعلیم شروع کروائی تو میں نے ایک سوال کیا کہ ہم اہل حدیث ہونے کے باوجود یہ کیوں پڑھتے ہیں تو جواب ملا کہ ابتداء میں ایسے ہوتا رہتا ہے پھر بفضلہ تعالیٰ ایک مرتبہ بندہ دورہ تفسیر کیلئے فیصل آباد گیا تو وہاں معلوم ہوا اور ذہن بنا کہ احناف کے پاس تو ہر مسئلہ

پر دلیل ہے مگر جب اپنے غیر مقلدین سے اس کا ذکر کیا تو جواب ارشاد ہوتا ہے کہ دلائل تو ہیں مگر یہ صحیح نہیں اسکے بعد سمجھ آئی کہ حق پر یہی ہیں اسکے بعد غور و خوض کیلئے احسن الکلام کا مطالعہ شروع کر دیا اور اسکے ساتھ ساتھ خیر الکلام مصنف محمد گوندلوی شیخ الحدیث جامعہ سلفیہ کا بھی مطالعہ بھی کیا مگر میں نے احسن الکلام کے دلائل کو بہت ہی ٹھوس پایا۔

بتوفیق اللہ تعالیٰ اسکے بعد میں نے فاتحہ خلف الامام کا مسئلہ چھوڑ دیا۔ رفتہ رفتہ رفع یدین پر غور کرنے کیلئے حضرت شیخ الہند کی کتاب ایضاح الادلہ کو پڑھا۔ اسمیں حضرت نے نکتہ بیان فرمایا کہ رفع یدین کرنے کے بارے میں اختلاف نہیں اصل بات دوام، عدم دوام کی ہے۔ پھر میں نے دیکھا کہ ان کے پاس اصول پر کوئی کتاب نہیں جس سے یہ روزمرہ کی زندگی کے احکامات کے بارے یہ راہنمائی حاصل کیا جا سکے۔ ان کے آپس کے اختلافات ہیں۔ خود میرے گاؤں میں بعض خود رکوع کے ہاتھ باندھ لیتے ہیں جب اپنے اساتذہ سے اس بارئے راہنمائی چاہی تو ارشاد ہوا اختلافات ہوتے رہتے ہیں۔ خلاصہ یہ کہ دراصل بظاہر قرآن و حدیث کا نام لیتے ہیں مگر واقع میں نہ قرآن کو مانتے ہیں نہ حدیث کو

ہیں کواکب کچھ نظر آتے ہیں کچھ   دیتے ہیں دھوکہ بازی گر کھلا

آخر میں بندہ تمام اہل اسلام کو دعوتِ حق دیتا ہے اور دعا گو ہے کہ اللہ تعالیٰ ہم سب کو مسلک حقہ علماء احناف دیوبند سے وابستہ رکھے آمین۔ قارئین آپ خود سوچ رہے ہوں گے کہ قافلہ باطل سے قافلہ حق کی طرف روانہ خوش قسمت کون صاحب ہیں۔ تو میں آخر میں عرض کر ہی دوں یہ ہیں جناب مولانا محمد حسن سلفی صاحب منڈی احمد آباد تحصیل دیپال پور اوکاڑہ۔

(1) جھوٹ نمبر 4 کے تحت والحدیث صحیح مسلم غلط۔ والحدیث فی صحیح مسلم صحیح

(2) جھوٹ نمبر 5 کے تحت چھوٹے الفاظ ص 303.526 اور اپنی تحقیق خلاف غلط و اپنی تحقیق کے خلاف صحیح

(3) جھوٹ نمبر 6 ص 54.53 کے تحت ص 695 غلط۔ ص 305 صحیح

(4) جھوٹ نمبر 7 کے تحت ص 56.55 کے طریق بیان کرنا غلط۔ کے طریق کو بیان کرنا صحیح۔

(5) جھوٹ نمبر 9 کے تحت ص 56.55 ص 695 غلط اور ص 305

(6) جھوٹ نمبر 10 کے تحت ص 56 کے تحت عبداللہ بن عمر غلط اور عبیداللہ بن عمر صحیح

(7) ص 57 کے تحت کمپوزر نے سہواً آیت الا لعنۃ اللہ علی الظالمین کو چھوڑ دیا ہے اور اشتباھاً لفظ الا کو آیت لعنت اللہ علی الکذبین کے ساتھ جوڑ دیا ہے اور یہ غلط ہے اور کذاب غلط اور کذابا صحیح ہے۔

قارئین قافلہ حق گزشتہ شمارے میں صفحہ نمبر 17 پر کمپوزنگ کی غلطی سے وقیل ذات رسول اللہ من انہ چھپ گیا تھا جبکہ صحیح من حیث انہ رسول اللہ ہے۔ اور ص 18 پر غلطی سے الحدیث اعم من یکون چھپ گیا تھا جبکہ صحیح اعم من ان یکون ہے (ادارہ)

عالم اسلام کے مایہ ناز محقق، مصنف مفکر اسلام، حضرت مولانا ابوبکر غازی پوری صاحب دامت برکاتہم کا مسئلہ حیات انبیاء علیہم السلام کے متعلق

بسم اللہ الرحمن الرحیم

نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کا جسد دنیوی کے ساتھ
مدینی قبر مبارک میں روح مبارک کے تعلق کے ساتھ
زندہ ہونا اور جسد مبارک کا محفوظ ہونا اور قبر مبارک
پر پڑھے جانے والے صلوٰۃ وسلام کا بغیر واسطہ کے
علی الدوام سننا اور دور سے پڑھے جانے والے
صلوٰۃ وسلام کا ملائکہ کے ذریعہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم
تک پہنچنا امت مسلمہ اہل السنۃ والجماعۃ کا اجماعی
عقیدہ ہے۔ اور جو شخص اس عقیدہ کا انکار کرتا
ہے وہ اہل السنۃ والجماعۃ سے خارج، بدعتی اور
گمراہ ہے۔ ایسے شخص کے پیچھے نماز پڑھنا مکروہ تحریمی
ہے۔

محمد ابوبکر غازیپوری

۹ جون ۲۰۰۷

یااللہ مدد
مرکز اہل السنۃ والجماعۃ کے زیر اہتمام
پانچواں سالانہ
افتتاح
3 شعبان ۱۴۲۸ھ
بروز ہفتہ
اختتام
14 رمضان المبارک ۱۴۲۸ھ
بروز جمعرات
دورۂ تفسیر القرآن الکریم